عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ ۲۶رشعبان تا۴ررمضان۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳تا۳۱رمئی ۲۰۱۷ شمارہ:۲۰

مقامِ نبوّت

استقبالِ رمضان

ایک انمول مہینہ

سکھ مذہب سے دینِ اسلام تک

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

شوہر کے رابطہ ختم کر لینے سے خود بخود طلاق واقع نہیں ہوتی

س:…… میرا نکاح ۱۶ر نومبر ۲۰۱۶ء کو ہوا تھا جبکہ ۶ر جنوری ۲۰۱۷ء کو رخصتی ہوئی، میں شوہر کے ساتھ ایک ماہ رہی، اس کے بعد انہوں نے مجھ پر تشدد اور مار پیٹ کا سلسلہ شروع کر دیا، جس کی بنا پر میری طبیعت خراب رہنے لگی، پھر میرے شوہر نے مجھے میرے والدین کے گھر چھوڑ دیا، ہفتہ میں ایک دو بار ملنے آتے رہے مگر علاج معالجہ کے لئے کوئی پیسے نہیں دیئے، دو ماہ بعد انہوں نے مجھ سے رابطہ بالکل ہی ختم کر لیا، ہم نے ان کا پتہ لگانے کی بہت کوشش کی، بڑا تلاش کیا، مگر ان کا کچھ علم نہیں ہوا۔ اس وقت وہ کہاں ہیں؟ مجھے کچھ علم نہیں، نہ رابطہ کرتے ہیں، نہ ملنے آتے ہیں اور نہ ہی میرا خرچہ اٹھاتے ہیں۔ اس معاملہ میں شریعت کیا راہنمائی کرتی ہے؟ کہ آیا میرا ان سے نکاح باقی ہے یا نہیں؟ اور مجھے اب کیا کرنا چاہئے؟

ج:…… صورت مسؤلہ میں شوہر نے بیوی کو چونکہ ابھی تک کوئی طلاق نہیں دی ہے، نہ زبانی طور پر اور نہ ہی کوئی تحریری طور پر، اس لئے بیوی بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ شوہر کے رابطہ ختم کر لینے سے خود بخود طلاق نہیں ہوتی، جب تک کہ باقاعدہ اس نے خود سے نہیں دی ہو۔ ہاں! البتہ آپ عدالت سے رجوع کر سکتی ہیں اور درخواست دے سکتی ہیں کہ میرے شوہر نے نہ میرے نان ونفقہ اور سکونت کا انتظام کیا اور نہ ہی میرے حقوق ادا کرتا ہے اور نہ مجھے آباد کرتا ہے اور کافی عرصہ سے رابطہ ختم کر لیا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر مجھے اس سے طلاق دلوائی جائے اور میرے نکاح کو فسخ کیا جائے۔ اگر آپ کا شوہر آپ کو آباد کرنے یا طلاق دینے پر راضی ہو جائے تو ٹھیک، ورنہ عدالت کے ذریعہ سے نکاح فسخ کرا لیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

طلاق کی صورت میں بچے کی پرورش کا حق

س:…… میرے شوہر نے مجھے ۱۰ر جون ۲۰۱۶ء کو تین طلاقیں دے کر نکال دیا تھا، وہاں سے میں اپنے والد کے گھر آ گئی اور میں نے اپنی عدت کے دن پورے کئے ا… میرا ایک بچہ ہے جس کی عمر گیارہ ماہ ہے اور میرے شوہر نے مجھے حق مہر بھی نہیں دیا اور میرا سامان بھی واپس نہیں دیا اور نہ اس بچے کے اخراجات دیئے۔ اس دوران ہمارے والدان کے پاس گئے سامان اور حق مہر لینے تو انہوں نے کہا کہ سامان اور حق مہر اس صورت میں ملے گا جب بچہ مجھے دو گے اور وہ بچہ ابھی دودھ پیتا ہے اور انہوں نے والد صاحب کو یہ بھی کہا ہے کہ میں زبان سے طلاق دے چکا ہوں مگر لکھ کر اس وقت دوں گا جب بچہ میرے حوالے کرو گے اور زبانی طلاق کے ہمارے پاس تین گواہ بھی موجود ہیں، لہٰذا مسئلہ مذکورہ کی صورت میں کیا میں دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہوں؟

ج:…… صورت مسؤلہ میں شوہر نے اپنی بیوی کو زبانی طور پر چونکہ تین طلاقیں دے دی ہیں، اس بات کا وہ خود بھی اقرار کرتا ہے اور تین گواہ بھی موجود ہیں، لہٰذا بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے۔ عدت گزارنے کے بعد شرعاً یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ سابقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اس عورت کا مکمل مہر اور جہیز کا سارا سامان واپس کر دے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ ظالم اور غاصب شمار ہوگا۔ باقی بچہ کی پرورش کا حق سات سال کی عمر تک ماں کو ہے، باپ اس سے نہیں چھین سکتا، لیکن ماں بھی باپ کو بچہ سے ملنے سے نہیں روک سکتی۔ سات سال کی عمر پوری ہونے پر باپ شرعاً بچہ کو لے جانے کا حق دار ہوگا اور بچہ کا سارا خرچ باپ کے ذمہ ہی ہے اور وہ اپنی حیثیت کے مطابق اسے ادا کرنے کا پابند ہے اور اگر ماں بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لیتی ہے تو اس کا یہ حق ساقط ہو کر بچہ کی نانی کو اور اگر نانی نہ ہو تو دادی کو پھر خالہ کو اور پھر پھوپھی کو بالترتیب یہ حق منتقل ہو جائے گا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”والحضانة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى… الخ“ (عالمگیری، ص:۵۴۳، ج:۱) ”والحضانة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير۔“ (الشامی، ص:۵۶۵، ج:۳)

”واذا اسقطت الام حقها صارت كميتة او متزوجة فتنقل للجدة. بحر. وفى الشامية! اى تنتقل الحضانة لمن يلى الام فى الاسحقاق كالجدة ان كانت والا فلمن يليها فيما يظهر۔“ (شامی، ص:۵۵۹، ج:۳)

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۲۶ رشعبان تا ۴ ررمضان ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ رمئی ۲۰۱۷ء شمارہ:۲۰

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

استقبالِ رمضان	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان المبارک...ایک انمول مہینہ	۷	مولانا عبدالقادر ندوی
حضرت مولانا محمد شفیعؒ (منظر گزشتہ)	۱۰	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مقامِ نبوت	۱۱	علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ
سکھ مذہب سے دینِ اسلام تک	۱۵	خالد محمود
عمرہ کا اجر و ثواب اور طریقہ (۲)	۱۷	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
علاج سنتِ نبوی ہے	۲۲	ڈاکٹر غزالہ علیم
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۳۵)	۲۵	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بیمار کی عیادت اور مصائب پر صبر

حدیث قدسی ۶: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں کسی بندے کی شریف اور محبوب دو چیزیں لے لیتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے اور ثواب کی توقع رکھتا ہے تو جب تک میں اس کو جنت میں داخل نہیں کر دیتا مجھے خوشی نہیں ہوتی۔ (ابویعلیٰ، ابن حبان)

حدیث قدسی ۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیلؑ سے اور حضرت جبرائیلؑ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو خطاب کر کے فرمایا: اے جبرائیلؑ جس بندے کی میں دونوں آنکھیں سلب کرلوں تو اس کا بدلہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ ایسے بندے کو اپنے پڑوس میں جگہ دوں اور اپنے دیدار سے اس بندے کو مشرف کروں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس بشارت کو سن کر روتے تھے اور ہر شخص اندھے ہونے کی تمنا کرتا تھا۔ (طبرانی)

حدیث قدسی ۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی جانب مصیبت کو متوجہ کرتا ہوں، خواہ وہ مصیبت اس کے مال میں ہو یا اولاد میں یا اس کے جسم میں اور پھر وہ بندہ میری بھیجی ہوئی مصیبت کا استقبال صبر جمیل کے ساتھ کرتا ہے تو قیامت میں مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں اس بندے کے اعمال کی تشہیر کروں یا اس کے اعمال کے لئے ترازو قائم کروں۔ (جامع صغیر)

یعنی جب کسی بندے کو مال یا اولاد یا اس کے بدن کو کسی امتحان میں مبتلا کیا جائے اور وہ صبر جمیل سے ہماری بھیجی ہوئی بلا کا استقبال کرے، صبر جمیل سے مراد ایسا صبر ہے جس میں کسی غیر سے شکوہ نہ ہو تو فرماتے ہیں قیامت میں اس کا حساب کرنے یا اس کے اعمال تولنے سے مجھے شرم آتی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ بلا حساب بخش دیا جائے گا۔

حدیث قدسی ۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی مومن بندے کو بلا اور مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ عیادت اور بیمار پرسی کرنے والوں سے میرا شکوہ نہیں کرتا تو میں اس کو قید سے رہا کر دیتا ہوں اور اس کے گوشت کو اور خون کو بہترین گوشت اور خون سے بدل دیتا ہوں پھر وہ از سر نو عمل کرتا ہے۔

اقامت

س:......اقامت کسے کہتے ہیں؟

ج:......پنج وقتہ نمازوں اور جمعہ کی جماعت شروع کرنے سے پہلے عربی زبان میں چند جملے کہے جاتے ہیں، اسے اقامت کہتے ہیں۔

س:......اقامت کے جملے کیا ہیں؟

ج:......اقامت کے جملے وہی ہیں جو اذان کے جملے ہیں۔ اقامت میں "حی علی الفلاح" دو مرتبہ کہنے کے بعد "قد قامت الصلوٰۃ" دو مرتبہ کہا جاتا ہے۔ باقی تمام کلمات اذان والے ہی ہیں، نیز اس میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" بھی نہیں کہا جاتا۔

س:......کیا اقامت کا جواب دینے کی شریعت نے تعلیم دی ہے؟

ج:...... جی ہاں! اقامت کا جواب دینے کے لئے بھی شریعت نے تعلیم دی ہے جو کہ فرض وواجب نہیں۔ اقامت میں کہے جانے والے تمام کلمات کا اسی طرح جواب دیا جاتا ہے جیسے اذان کے کلمات کا جواب دیا جاتا ہے۔ صرف "قد قامت الصلوٰۃ" کے جواب میں "اقامہا اللّٰہ وادمہا" کہا جاتا ہے۔

س:......اذان اور اقامت میں کیا فرق ہے؟

ج:......(۱) اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے، اذان نماز کا وقت داخل ہونے پر دی جاتی ہے اور اقامت جماعت کے کھڑا ہونے پر دی جاتی ہے۔

(۲) اذان ٹھہر ٹھہر کے دی جاتی ہے اور اقامت بغیر ٹھہرے قدرے جلدی جلدی کہی جاتی ہے۔

(۳) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخ ہاتھ کی انگلیوں سے بند کئے جاتے ہیں، اقامت میں ایسے نہیں کیا جاتا۔

(۴) اذان میں "حی علی الصلوٰۃ" کہتے وقت دائیں طرف اور "حی علی الفلاح" کہتے وقت گردن کو بائیں طرف موڑا جاتا ہے جبکہ اقامت میں ایسے نہیں کیا جاتا، بعض اس میں بھی اجازت دیتے ہیں۔

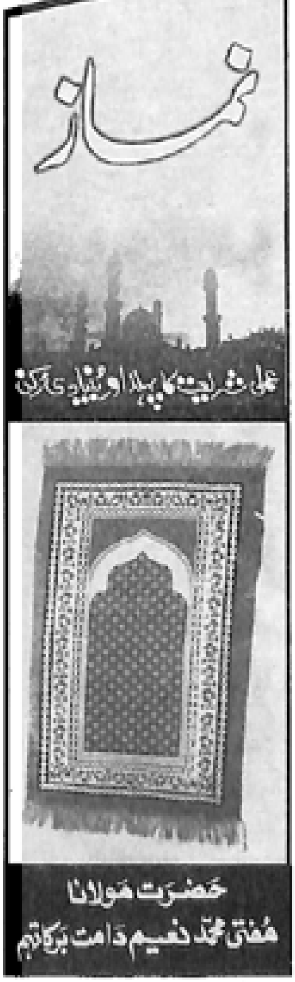

محمد اعجاز مصطفیٰ

استقبالِ رمضان!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں اور اس میں اترنے والی رحمتوں کے حصول کی غرض سے کئی ماہ پہلے اس ماہِ مبارک کا بڑے ذوق وشوق اور رغبت واہتمام سے انتظار کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے.... اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کو بھی بابرکت فرما اور رمضان تک ہمیں پہنچادے.... گویا تمنا کی جارہی ہے کہ اگر ہمارا وقت اجل یا وقتِ موعود رمضان سے پہلے مقرر ہوچکا ہے تو یا اللہ! اس کو موخر کر دیجئے اور ہمیں رمضان کی برکتوں اور نعمتوں سے مالا مال ہونے کی توفیق مرحمت فرمادیجئے۔

رمضان کی تیاری اور اس کے استقبال ہی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”رمضان کے لئے شعبان کے ایام اور تاریخوں کو محفوظ اور گنتے رہو... کہ جیسے ہی رمضان آجائے، اس کے لمحات اور اوقات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طاعات اور بندگی میں صرف کرنا شروع کردو اور اس کا کوئی لمحہ ضائع اور بے مقصد نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، حتیٰ کہ شعبان کو رمضان المبارک کے ساتھ ملادیتے، گویا یہ بھی ایک اعتبار سے رمضان المبارک کی تیاری تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عذر شرعی کی بناء پر رہ جانے والے اپنے روزوں کی قضا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعبان المعظم میں کیا کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے فرمایا:... جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو رات کو شب بیداری کرو اور دن کو روزہ رکھو، تحقیق اللہ تعالیٰ چودھویں دن غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اپنے بندوں کو ندا کرتے ہیں کہ تم میں کوئی ہے جو اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے اور میں اس کو بخش دوں... الخ۔ گویا یہ بھی ایک گونہ رمضان کی تیاری ہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ شعبان کے بعد رمضان تک اپنی امت کو عام طور پر نفلی روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ بھی یہی سمجھ میں آتی ہے کہ ان نفلی روزوں کی وجہ سے کوئی کمزوری وغیرہ نہ آجائے کہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنا مشکل ہوجائے، گویا یہ بھی امت پر شفقت کے لئے ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شک کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا: یعنی کسی کو یہ شک ہو کہ یہ ۳۰ رشعبان المعظم کا روزہ ہے یا یکم رمضان کا؟ اگر شعبان ہے تو نفلی روزہ ہوجائے گا اور اگر رمضان ہے تو رمضان کا فرض روزہ ہوجائے گا، ایسے شک والے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان سے چند دن پہلے رمضان کی اہمیت، عظمت اور فضیلت بتانے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا، جس کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس طرح نقل کیا ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے، جو بہت بڑا مہینہ ہے، اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے، جو شخص اس مہینہ میں فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے، جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائے

گا' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپؐ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں' یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے' اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے' جو شخص ہلکا کردے اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں' اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو' جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں' پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو' جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔" (مشکوٰۃ ص:۱۷۳)

اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے دن کا روزہ، رات کو تراویح، روزہ افطار کرانے کی فضیلت، ملازموں کے کام میں تخفیف کے علاوہ چار کاموں کے کرنے کی تاکید کی ہے:۱:... لا الٰہ الا اللہ کی کثرت، ۲:... استغفار کی کثرت، یہ دو کام تو ایسے ہیں کہ جس کے کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش اور راضی ہوتے ہیں اور دو کام ایسے ہیں کہ جن کی خود کرنے والے کو ضرورت ہے:۱:... اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنت کا سوال ۲:... اللہ تبارک وتعالیٰ سے جہنم سے پناہ۔ عربی زبان میں یوں کہئے: "اسئلک الجنة"... اے اللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں' "اعوذبک من النار"... اے اللہ! میں آپ سے جہنم سے پناہ مانگتا ہوں، گویا دعاؤں کا اہتمام کرے۔ قرآن کریم کے الفاظ اور انداز سے بھی چند کاموں کی نشان دہی ہوتی ہے:۱:... روزہ ۲:... قرآن کریم کی تلاوت کی کثرت ۳:... دعاؤں کا اہتمام۔ گویا روزہ اور قرآن دونوں کی حیثیت لازم وملزوم کی ہے۔ جہاں روزہ وہاں قرآن کریم کی تلاوت۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: رمضان اور قرآن یہ دونوں اللہ تبارک وتعالیٰ سے سفارش کریں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی سفارش کو رد نہیں فرمائیں گے اور دعاؤں کے متعلق آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان میں روزانہ ایک دعا قبول فرماتے ہیں۔ کوئی پتہ نہیں کہ کون سا لمحہ ایسا ہو کہ ہماری دعا اس لمحہ قبولیت کا درجہ پالے۔

رمضان میں کیے گئے معمولات اور عبادات کی قبولیت کے لئے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ پیٹ میں جانے والا لقمہ حلال کا ہو، ہر روزہ دار اور عبادت گزار کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ میری سحری اور افطاری طیب پاک اور حلال چیز سے ہو۔ اگر ہماری روزی میں حرام کی آمیزش ہوگی تو نہ فرض قبول ہے، نہ نفل قبول اور نہ ہی کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ دور دراز کا سفر مشقتوں اور تکلیفوں کو جھیلنے کے بعد اللہ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں، بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر یارب، یارب! کہتے ہیں، ان کی دعا کیسے قبول ہو جبکہ ان کا کھانا حلال نہیں، ان کا لباس پاکیزہ نہیں، اس لئے سحری اور افطاری حلال کمائی کی ہو۔

رمضان المبارک کی تمام عبادات اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے ہوں اور پھر اس کا صلہ اور اجر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ خود عطا فرمائیں گے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ سوائے بھوک اور پیاس کے ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے شب بیدار اور رات کو قیام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ سوائے جاگنے کے ان کو کچھ نہیں ملتا۔ رمضان مبارک کہ جس میں سرکش شیاطین قید کرلئے جاتے ہیں، ہر مسلمان مرد، عورت روزہ سے ہوتا ہے، ہر آن اور ہر لمحہ اللہ تبارک کی برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ نفل، فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرائض کے برابر ہوجاتا ہے۔ نیکیاں کرنے والوں کو بلایا جاتا ہے کہ آگے بڑھو اور برائی کرنے والوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اب رک جاؤ۔

ہمیں چاہئے کہ ایسے ماحول اور اوقات کو قیمتی بنائیں اور رمضان کی ان مبارک ساعات اور لمحات سے زیادہ سے زیادہ نفع اٹھائیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جس نے بغیر شرعی عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو یہ اتنا بڑا خسارہ اور نقصان ہے کہ اگر ایک آدمی ساری زندگی روزے رکھتا رہے تو اس ایک روزہ کے اجر وثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری زبان، ہماری آنکھ، ہمارے کان اور تمام اعضاء سے بھی روزہ کا اظہار ہو۔ روزہ کی حالت میں زبان سے غیبت، چغلی، جھوٹ، سرزد نہ ہو، آنکھ غلط جگہ استعمال نہ ہو، کان اور تمام اعضاء ناجائز اور حرام چیزوں کے سننے اور کرنے سے محفوظ ہوں تو ان شاء اللہ! امید ہے کہ پھر ہمارا روزہ عنداللہ مقبول ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

رمضان المبارک

ایک انمول مہینہ

مولانا عبدالقادر ندوی

رمضان المبارک اسلامی تقویم کا سب سے عظیم الشان مہینہ ہے۔ سال کے بارہ مہینوں میں کوئی مہینہ اس کی ہمسری نہیں کرسکتا، نہ کسی مہینہ کے بارے میں وہ فضائل قرآن مجید اور حدیث پاک میں آئے ہیں جو فضائل اس ماہ مبارک کے بارے میں وارد ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔" (البقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: "مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزہ رکھے اس کے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔" (البقرہ:۱۸۳)

ترجمہ: "اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"بني الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وحج البيت وصوم رمضان۔" (متفق علیہ جمع الفوائد ص:۹، ج:۱)

"اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ خدائے عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

رمضان شریف جود و سخاوت کا مہینہ بھی ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عام حالات میں سراپا جود و سخا تھے لیکن اس ماہ میں آپ کا یہ وصف اور بھی زیادہ نمایاں ہوتا تھا

رمضان روزوں کا مہینہ ہے:

ان آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ وہ مخصوص عمل جو اس ماہ کو دوسرے مہینوں سے ممتاز کرتا ہے وہ تو روزہ ہے لیکن یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ صرف روزوں کا مہینہ ہے اور بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ نیکیوں کا مہینہ، نیکیوں کے اہتمام کا مہینہ ہے اور بعض نیکیوں کا تو اس ماہ سے بہت ہی گہرا ربط اور مناسبت ہے جیسا کہ آئندہ سطروں سے واضح ہے۔

رمضان قرآن کا مہینہ ہے:

قرآن مجید اور اس کی تلاوت کو اس ماہ سے وہ تعلق ہے کہ اس مہینہ کی یاد کے ساتھ اس کی یاد لازم ہے کیونکہ اس ماہ قرآن مجید کا نزول ہوا ہے بلکہ بعض کتابوں میں تو یہاں تک آیا ہے کہ جملہ آسمانی کتب کا نزول اسی ماہ میں ہوا ہے۔

لہٰذا اس ماہ کو قرآن کا مہینہ سمجھنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے۔ خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اس ماہ میں تلاوت قرآن کا خصوصی اہتمام صحیح احادیث سے ثابت اور مشہور و معروف ہے، چنانچہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے جس کو خیر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل فرماتے ہیں۔

"كان يلقاه جبريل في كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن۔"

ترجمہ: "رمضان شریف کی ہر رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے تھے اور قرآن کا دور فرماتے تھے۔"

یہی وجہ ہے کہ اس ماہ میں اہل ایمان حفاظ قرآن پر رشک کرتے ہیں کہ وہ اپنے حفظ قرآن پاک کی برکت سے جس قدر نیکیاں کماسکتے ہیں، غیر حافظ کو اس کی قدرت کہاں؟ ذالک فضل اللّٰه یوتیه من یشاء۔

قرآنی مہینہ منانے کی بہترین صورت:

تلاوت قرآن کے فضائل معلوم کرکے تلاوت کا شوق پیدا ہونا ایک مومن کے لئے طبعی بات ہے لیکن عام طور پر ناخواندہ لوگ اپنے کو اس سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بات ان سے کہی جارہی ہے جو تلاوت کرنا جانتے ہیں چونکہ ہم کو

تلاوت کرنا نہیں آتا، اس لئے ہم اس کے مخاطب نہیں ہیں سمجھ لیجئے کہ یہ شیطانی دھوکا ہے جس نے پہلے تو آپ کو قرآن سیکھنے سے محروم رکھا اور اب وہ ہمیشہ کے لئے اس محرومی پر مطمئن کر دینا چاہتا ہے تاکہ آپ کو کبھی تلاوت کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔

نہ سیکھنا خود ایک بڑا گناہ ہے جس میں آپ کو اس نے اب تک مبتلا کر رکھا ہے لہٰذا اب اس ماہ مبارک کا تقاضا یہ ہے کہ آپ قرآن پڑھنا سیکھ لیں اور پڑھے ہوئے لوگ جتنا وقت تلاوت میں صرف کرتے ہیں آپ اتنا وقت تلاوت قرآن سیکھنے میں صرف کریں ہوسکتا ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کے وقت آپ اُمّی ہوں اور اس عمل کی برکت سے عید کا چاند نظر آنے سے پہلے ہی آپ پڑھے ہوئے لوگوں کی فہرست میں داخل ہو جائیں، ساٹھ ستر سال کے بوڑھے بھی ہمت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتے ہیں، یہ عینی مشاہدہ کی باتیں ہیں۔

اسی طرح پڑھے لکھے لوگوں کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھنے کی ضرورت ہے اگر ہر قاری (قرآن کو صحیح پڑھنے کی قدرت رکھنے والا) اس مبارک مہینہ میں صرف ایک اُمّی کو قرآن پڑھنا سکھا دے تو امت کا ایک بہت بڑا کام ہو جائے اور اس طرح قرآنی مہینہ منانے کی بہترین صورت ہے۔

رمضان سخاوت کا مہینہ ہے:

رمضان شریف جود و سخاوت کا مہینہ بھی ہے۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم عام حالات میں سراپا جود و سخا تھے لیکن اس ماہ میں آپ کا یہ وصف اور بھی زیادہ نمایاں ہوتا تھا، چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے:

”جس زمانہ میں (یعنی رمضان شریف میں) حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لایا کرتے تھے، اس وقت آپ کی سخاوت تیز ہوا سے بھی بڑھ کر ہوتی تھی۔“ (متفق علیہ)

رمضان زکوٰۃ کا مہینہ:

عام طور پر لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ اسی ماہ میں ادا کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا اسی ماہ میں فرض ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جو شخص جس وقت بقدر نصاب مال کا مالک ہوا ہے، آئندہ سال وہ وقت آنے پر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے پہلے واجب نہ ہوگی۔

لہٰذا اگر زید یکم محرم الحرام ۱۴۳۸ھ کو بقدر نصاب کا مالک ہوا اور اس پر قرض وغیرہ بھی نہیں ہے تو آئندہ سال یکم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ آنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اس سے پہلے ۱۴۳۸ھ کے رمضان شریف میں اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور ۱۴۳۹ھ محرم میں واجب ہونے کے بعد ادائیگی کے لئے ۱۴۳۹ھ کے رمضان المبارک کا انتظار کیا تو یہ بلاضرورت کی تاخیر ہے اور خدانخواستہ محرم کے بعد رمضان آنے سے قبل موت آگئی تو ایک اہم فریضہ ترک کرنے کا گناہگار ہوگا۔

نیز جو لوگ پہلے سے زکوٰۃ ادا کر دیتے ہیں ان کے لئے بھی سال گزرنے پر حساب کرکے دیکھ لینا ضروری ہے کہ آیا اس وقت زکوٰۃ کی جو مقدار واجب ہو رہی ہے اتنی ہی رقم پہلے ادا کی تھی یا نہیں، اگر اس سے کم ادا کی تھی تو اب اس کی کمی کو پورا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً ۱۴۳۸ھ کے رمضان میں محرم ۱۴۳۸ھ کو واجب ہونے والی زکوٰۃ بھی ادا کر دی تو اور چونکہ رمضان ۱۴۳۸ھ کی زکوٰۃ بھی اس لحاظ سے ادا کر دی مگر محرم ۱۴۳۹ھ میں اس کے پاس پندرہ ہزار روپے ہوگئے تو اب پانچ ہزار روپے کی مزید زکوٰۃ ادا کرکے اس کی کمی کو پورا کرنا ضروری ہے ورنہ اتنی مقدار کی زکوٰۃ اس کے ذمہ باقی رہے گی۔

رمضان نمازوں کے اہتمام کا مہینہ ہے:

رمضان شریف نمازوں کے اہتمام کا بھی مہینہ ہے، چنانچہ تراویح کی نماز کا اضافہ اور اس میں ختم قرآن کا اہتمام اس کی واضح دلیل ہے، لہٰذا اس ماہ کو ”نماز کے اہتمام کا مہینہ“ کے لحاظ سے بھی منانا چاہئے اور پنج وقتہ نمازوں میں جماعت بلکہ تکبیر تحریمہ کے حاصل کرنے کی سعی ہونی چاہئے اور حتی المقدور نوافل بالخصوص تہجد جو ان دنوں سحر کے لئے جاگنے کی وجہ سے آسان بھی ہے اس کی پابندی دارین کی سعادت کو حاصل کرنے میں مفید و موثر ہے۔

نمازوں سے متعلق ایک نہایت ضروری بات:

نمازوں کے اہتمام میں وقتی فرائض کی پابندی حتی المقدور جماعت یا تکبیر اولیٰ کو حاصل کرنے کی کوشش اور نوافل کی طرف خصوصی توجہ ایسی باتیں ہیں جن کی طرف بالعموم اس ماہ میں کسی نہ کسی درجہ میں توجہ پائی جاتی ہے، لیکن ایک مہتم بالشان امر جس کی ضرورت ہمارے زمانہ میں ایک طبقہ کو ہے اس کی طرف ذہن کم ہی متوجہ ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کا درجہ فرضیت کا ہے یعنی فوت شدہ نمازوں کی قضا۔ جس طرح نماز کا اپنے وقت میں ادا کرنا فرض و ضروری ہے اسی طرح وقت پر ادا نہ کرسکنے پر اس کی قضا بھی ضروری ہے اور نوافل عمر بھر کوئی نہ پڑھے تو آخرت میں سوال و جواب نہ ہوگا، جب کہ فوت شدہ نمازوں کی قضا نہ کرنے پر جواب دہی ہوگی لہٰذا جن لوگوں کے ذمہ عمر کے کسی حصہ کی فوت شدہ نمازیں باقی ہوں انہیں چاہئے کہ اس ماہ میں ان کی قضا کے لئے کوئی وقت اہتمام کے ساتھ متعین کریں بلکہ مہینہ کے ختم پر قضا مکمل نہ ہو تو رمضان کے بعد بھی اس معمول کو اہتمام سے باقی رکھنا چاہئے۔

رمضان المبارک نفس کے خلاف مجاہدہ کا مہینہ ہے:

رمضان المبارک کا مہینہ نفس کے خلاف مجاہدہ کا ہے، چنانچہ روزہ میں ان حلال چیزوں سے بھی وقتی

طور پر منع کر دیا گیا جن کا استعمال عام حالات میں درست تھا، کھانا حلال اور دن رات میں جس وقت آدمی چاہے کھا سکتا ہے، لیکن اس مہینہ میں روزہ فرض کر کے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک روک دیا گیا، یہی حال پانی کا ہے کہ کتنی شدت کی گرمی ہو مگر بلا عذر شرعی آپ سورج کے غروب ہونے سے پہلے پانی نہیں پی سکتے اور یہ تو عوام کی بات ہے ورنہ اللہ کے خاص بندے تو نہ معلوم کن کن مناجات سے اپنے قلب و دماغ کو فارغ کر کے کلیۃً اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

روزہ کی وجہ سے رات میں جلد از جلد آرام کی خواہش ہوتی ہے مگر تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے کی غرض سے مومن بندہ اس خواہش کو ترک کر کے آرام کے بجائے اپنے رب کے سامنے باادب ہمہ تن متوجہ ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ عام دنوں کے مقابلہ میں سونے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

ایسے ہی دیر سے سونے کے بعد آخر رات میں نیند خوب میٹھی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس ماہ میں خاص کر اللہ کے نیک بندے ”تتجافی جنوبھم عن المضاجع“ پر عمل کرتے ہوئے صبح صادق سے کافی دیر پہلے اٹھ جاتے ہیں اور اللہ کے حضور میں کبھی رکوع و سجود کر کے اللہ کے سامنے آہ و زاری کرتے ہیں اور امید و خوف کے ساتھ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

درس و عبرت کی ایک بات:

عام دنوں میں اگر دن میں بھوک پیاس برداشت کرنا پڑتی ہے۔ رات میں سونے میں تاخیر ہو جاتی ہے تو تہجد پڑھنا مشکل ہوتا ہے پھر کیا چیز ہے جو ان دنوں میں اس کو آسان کر دیتی ہے؟ وہ ہے مومن بندہ کے سچا ارادہ اور کوشش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت و مدد جس کو کہنا چاہئے کہ توفیق، بس یہی سچا ارادہ اور کوشش زندگی کے جملہ شعبوں میں اختیار کئے جائیں تو جس طرح رمضان المبارک میں روزے تراویح اور تہجد آسان ہو جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی آسان ہو جائے۔

دوسری چیز جو ان سب اعمال کو آسان کر دیتی ہے وہ ہے عمومی ماحول کہ اس مبارک مہینہ میں نیکیوں کا ایک عمومی ماحول ہوتا ہے جس کی برکت سے ہر نیک کام دیگر ایام کے مقابلے میں بہت آسان ہو جاتا ہے، کیا اگر اسی طرح ہم دوسرے دنوں میں بھی محنت کر کے نیکیوں کا عمومی ماحول بنا لیں تو اور دنوں میں بھی یہ بات پیدا نہ ہوگی؟ ہوگی اور ضرور ہوگی۔

بات یہ ہے کہ ماحول آدمی کی طبیعت پر بہت ہی زیادہ اثر انداز ہوتا ہے، چنانچہ نیک ماحول ہی کے لئے تو ابتدائے اسلام میں ہجرت فرض تھی اور ہجرت کا سب سے بڑا فائدہ یہی تو تھا کہ وہاں اسلام اور اسلامی اعمال پر رمضان میں نیک اعمال کی طرح سہولت سے عمل ہوتا تھا۔

> اس مبارک مہینہ میں نیکیوں کا ایک عمومی ماحول ہوتا ہے جس کی برکت سے ہر نیک کام دیگر ایام کے مقابلے میں بہت آسان ہو جاتا ہے، کیا اگر اسی طرح ہم دوسرے دنوں میں بھی محنت کر کے نیکیوں کا عمومی ماحول بنا لیں تو اور دنوں میں بھی یہ بات پیدا نہ ہوگی؟ ہوگی اور ضرور ہوگی

رمضان جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ کا مہینہ ہے:

رمضان المبارک جہاد کا بھی مہینہ ہے، چنانچہ غزوۂ بدر سے بڑھ کر بابرکت و باعظمت غزوہ روئے زمین نے نہ اس سے پہلے دیکھا نہ اس کے بعد، یہ غزوہ اسی ماہ میں ہوا اور فتح مکہ جو دراصل اسلام کے لئے فتح عالم ہے وہ بھی اسی مہینہ کی برکت سے ہے۔ لہٰذا اس ماہ کو اس نظر سے بھی دیکھنا چاہئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی جملہ مساعی اور جملہ اقسام کا اس ماہ میں خوب خوب اہتمام ہونا چاہئے۔

اللہ کے وہ بندے کس قدر قابل رشک ہیں جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، وطن عزیز کی راحتوں کو محض رضائے الٰہی کے لئے خیر باد کہہ کر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، سردی گرمی سہتے ہیں اور کتنے ان میں سے جان جان آفرین کے سپرد کر کے آخرت کی عزت و راحت کے اعلیٰ مقام کے وارث و حقدار بن جاتے ہیں۔ (اللھم اجعلنا منھم)

رمضان المبارک تبتل الی اللہ کا مہینہ ہے:

اس ماہ مبارک کے عطایا میں سے رب العالمین کی چوکھٹ پر پڑ جانا اور محض اسی کا ہو رہنا بھی ہے کہ یہی اعتکاف کی حقیقت ہے اور اس وقتی مشق و تمرین سے اور اس پر مداومت کی سعی و کوشش سے خلوت در انجمن کے حصول کی امید ہے جو مومن کامل کی شان ہے۔

اعتکاف سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت:

اعتکاف کی حقیقت یقیناً اس بارگاہ عالی کی چوکھٹ پر اس کو راضی کرنے کے لئے پڑ جانا ہی ہے اسی وجہ سے اس میں کوئی فرض اور واجب درجہ کا عمل بھی نہیں ہے لیکن فراغ و یکسوئی کا استعمال انسان اپنی طبیعت و مزاج کے اعتبار سے کرتا ہے آج کل چونکہ عام طور پر ایمانی لحاظ سے طبیعتوں میں اصلاح کی جگہ فساد نے اور علم کی جگہ جہل نے لے لی ہے اس لئے بعض معتکفین تو اپنے فراغ کو غیبت، گلہ، شکوہ یا اللہ کے گھر میں بے ضرورت دنیوی تذکرے کر کے ثواب کے بجائے گناہ کماتے ہیں، اس لئے اس سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہئے۔ ☆☆

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع (مظفرگڑھ)

(وفات: ۱۲/اپریل ۲۰۱۷ء)

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مظفرگڑھ کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مستری تھے۔ بھائی صاحبان نے ملتان روڈ پر لکڑی کا ٹال اور آرا لگا رکھا تھا۔ مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کے اسکول میں حاصل کی۔ پھر دینی تعلیم کے لئے عیدگاہ مظفرگڑھ کے دینی ادارہ ”احیاء العلوم“ میں داخلہ لیا۔ منتہی کتب کے لئے جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان میں داخل ہوئے۔ اس زمانہ میں قاسم العلوم کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانی ہوتے تھے۔ یہ طالب علم بھی ان کے ہم نام تھے۔ خادمانہ تیز وطرار طبیعت پائی۔ بات بنانے اور دوسرے کے دل میں گھر کر جانے کا ڈھنگ آتا تھا۔ اپنی انہی خوبیوں کے باعث آپ حضرت مہتمم صاحب کے محبوب نظر، قابل اعتماد شاگردوں میں شامل ہوگئے۔ مظفرگڑھ کے یہ طالب علم اپنے استاذ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب ملتانی کے دل وجان سے عاشق زار تھے۔ اس مناسبت سے خود کو بھی مفتی کہلانا شروع کر دیا اور یہ کہ دستخط بھی ہو بہو ان جیسے کرتے تھے۔ اس زمانہ میں فقیر راقم کا قاسم العلوم میں مشکوٰۃ شریف کا سال تھا۔ مفتی محمد شفیع مظفرگڑھی فقیر راقم سے چند درجات پیچھے تھے۔ لیکن مدرسہ میں چلت پھرت، آو بھگت، دارالاہتمام میں انھک بیٹھک سے آپ ممتاز تھے۔ اس زمانہ میں جامعہ قاسم العلوم کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث حضرت مفکر الاسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ تھے۔ مولانا مفتی محمد شفیع مظفرگڑھی صاحب اپنی افتادِ طبع اور اعلیٰ صلاحیتوں کے باعث حضرت مفکر اسلام کے بھی بہت ہی قریب تھے۔ فقیر راقم نے تو دورۂ حدیث مخزن العلوم خان پور میں کیا۔ لیکن مفتی محمد شفیع مظفرگڑھی نے دورۂ حدیث شریف بھی جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا اور یوں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے شاگرد عزیز ہونے کا شرف حاصل کیا۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مظفرگڑھی تعلیم کے دوران تقریر کرنے میں خاصی مہارت حاصل کر چکے تھے۔ ترنم سے تقریر کرتے تھے۔ سرائیکی لہجے کا مٹھاس بھی تقریر میں گھولتے تھے۔ تیز اخذ کرنے والی طبیعت تھی۔ کسی بھی خطیب کی نقل اتارنے میں بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اس زمانہ میں خطیبوں کی جماعت تنظیم اہل سنت تھی۔ مولانا سید منظور احمد کہروڑی بھی قاسم العلوم کے فارغ التحصیل تھے اور حضرت مفکر اسلام کے شاگرد خاص تھے۔ اس جامعہ میں مولانا سید منظور احمد شاہؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع مظفرگڑھی کا دوستانہ ہوا تو آپ تنظیم اہل سنت کے دفتر میں آنے جانے لگے۔ حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا عبدالستار تونسویؒ سے بھی دینی تعلق قائم ہوا۔ خطیب اسلام مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ سے تعلقات محبت میں تبدیل ہوگئے۔ یوں مولانا محمد شفیع مظفرگڑھی نے قاسم العلوم ملتان سے فارغ ہوتے ہی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم کا چناؤ کیا اور یک در گیر محکم گیر کے بمطابق عمر بھر اسی منبع سے سرگرم عمل رہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع مظفرگڑھی سیاسی طور پر جمعیۃ علماء اسلام کے بہی خواہوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کا مزاج بھی سیاسی تھا۔ ۱۹۷۳ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو، نواب صادق حسین قریشی کو بلامقابلہ ایک ضمنی الیکشن میں جتوا کر اہم عہدہ دینا چاہتے تھے۔ حکومتی اس خواہش کے سامنے بڑے بڑے سیاستدانوں نے میدان خالی کر دیا۔ لیکن مفتی محمد شفیع صاحب کاغذات نامزدگی جمع کرانے کا وقت ختم ہونے سے کچھ پہلے متعلقہ پریذائیڈنگ آفیسر کے سامنے پیش ہوئے اور کاغذات جمع کرا دیئے۔ آفیسر نے کاغذات جمع کئے۔ آپ کچہری سے نکلے اور لاہور کے لئے روانہ ہوگئے۔ اس ناگہانی آفت نے تو ضلعی آفیسران کی دوڑیں لگا دیں۔ لیکن مفتی صاحب کا ذہن رسا ان کے بلامقابلہ کے منصوبہ کو سبوتاژ کر چکا تھا۔ کئی دنوں بعد مفتی صاحب دستیاب ہوئے۔ آفیسران نے قدم پکڑے، تب کہیں جا کر آپ نے کاغذات واپس لئے۔ لیکن اجلی سیرت کے ایسے شخص تھے کہ ایک پیسہ کے لالچ کے روادار نہ ہوئے۔ نتیجہ میں ضلعی آفیسران آپ کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ گویا مرید بن گئے۔ پہلے عرض کیا ہے کہ آپ بہت ہی گفتگو کے ماہر تھے۔ پتہ کی بات کرتے تھے۔ چونکہ مخلص آدمی تھے۔ اس لئے آفیسران آپ کا احترام کرتے تھے۔ ضلع بھر کے آفیسران آپ کی بات مانتے تھے۔ بڑے سے بڑا سیاستدان خلق خدا کی اپنے علاقہ میں کیا خدمت کرتا ہوگا جو ایک درویش عالم دین کے ہاتھوں انجام پائی۔ ساری زندگی خلق خدا کی ایسی خدمت کی کہ مثال قائم کر دی۔ آپ ہر آنے اور جانے والے آفیسر سے تعلقات رکھتے تھے۔ مظفرگڑھ سے تبدیل ہو کر جہاں کوئی آفیسر جاتا تو اس دوسرے ضلع کے دوستوں کے بھی آپ کے ذریعہ سے کام نکلتے تھے۔ یوں اس درویش منش نے خدمت خلق کی ایک مثال قائم کر دی۔

تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم سے تبلیغی خدمات کا بھی سنہری باب ہے۔ آپ کے دور کو تنظیم کا دور شباب تو نہیں کہا جا سکتا لیکن وہ دور بھی بہر حال بھرپور دور تھا۔ آپ اس میں خاصے متحرک رہے۔ مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسویؒ اور خطیب اسلام مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کا باہمی اختلاف رائے ہوا تو مفتی محمد شفیع صاحب نے تمام تر دوستی کے باوجود حضرت تونسویؒ کا ساتھ دیا۔ لیکن حضرت قاسمی صاحبؒ سے تعلق اخلاص میں بھی کمی نہ آنے دی۔ مولانا ضیاء القاسمی صاحب نے بھی اس کا برا نہ منایا۔ اس لئے کہ آپ بھی سمجھتے تھے کہ یہ ضروری نہیں کہ جس سے میرے تعلقات کشیدہ ہوں تو میرے تمام دوست بھی اس سے کشیدگی اختیار کریں۔ وہ بھی حقیقت پسند تھے کہ دوستی ومخالفت میں ہر ایک کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔ وہ قائم رہنی چاہئیں۔ بایں ہمہ آخر وقت تک مولانا تونسویؒ سے نیازمندی اور حضرت قاسمی صاحب سے محبانہ تعلق مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا قائم رہا اور یہ بڑی بات ہے جو اس دور میں عنقاء ہو رہی ہے۔

سنا ہے کہ مفتی صاحب بیمار تھے۔ علاج کے لئے اسلام آباد گئے۔ طبیعت بگڑ گئی تو چپکے سے اللہ کے حضور چل دیئے۔ وھو خیر الراحمین وخیر الاکرمین! مظفرگڑھ میں تدفین ہوئی اور بہت بڑا جنازہ ہوا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مقامِ نبوت!

محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ

"نبوت" کی اصلی حقیقت تو اسی رب العزت قدوس وسبوح جل ذکرہٗ کو معلوم ہے، جس نے نظام عالم کی ظاہری وباطنی اصلاح کے لئے اس ربانی عطیہ کی سنت عالم میں جاری کردی تھی، یا پھر اس کو جو اس عطیہ الٰہی سے سرفراز کیا گیا ہو، کسی اور پر اس کی پوری حقیقت کا روشن ہونا حقیقت سے بعید ہے، اس لئے کہ انسان کے پاس حقائق اشیاء کے معلوم کرنے کے لئے عقل ہے اور "نبوت" ایک ایسی حقیقت ہے جو عقل سے وراء الوراء ہے۔ عقل وعقلیات کی سرحد جہاں ختم ہوتی ہے وہاں سے "نبوت" کی سرحد شروع ہوتی ہے، لیکن محققین اسلام اور اکابرِ امت نے قرآن کریم کی روشنی میں اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس زندگی کے آثار واحوال کے مشاہدہ وعلم کے بعد جو تحقیقات پیش کی ہیں وہ یقیناً ایک حد تک اس حقیقتِ کبریٰ کی جلوہ نمائی کے لئے کافی ہیں اور ان کی عقولِ سلیمہ نے اس حقیقت کی تفہیم میں جو عقلی پیرائے اختیار کئے ہیں اور نظائر وشواہد سے اس کو سمجھایا ہے وہ ہمارے "علم کلام" کا اہم ترین جزو ہیں۔

امام ابوالحسن اشعری، ابن حزم ظاہری، قاضی ابوبکر باقلانی، ابو اسحاق اسفرائینی، ابو یعلیٰ، ابو المعالی، امام الحرمین، عبدالکریم شہرستانی، امام غزالی، فخر الدین رازی، سیف الدین آمدی، ابن خلدون، عزالدین بن عبدالسلام، ابن تیمیہ ؒ وغیرہ وغیرہ، محققین اسلام نے تیسری صدی ہجری کے وسط سے لے کر آٹھویں صدی کے وسط تک اس موضوع پر گراں بہا علمی جواہرات کا ایک نادر ترین ذخیرہ چھوڑا ہے۔

محققین ہند اور متاخرین علماء اسلام میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی ؒ کے اسمائے گرامی اس سلسلہ کی صف اول میں درج ہونے چاہئیں، اور سچ تو یہ ہے کہ اس موضوع پر جو جواہر پارے شاہ ولیؒ نے پیش کئے ہیں۔

قدماء میں سوائے حجۃ الاسلام غزالی ؒ کوئی دوسری ہستی زیادہ نمایاں نظر نہیں آتی، یا تو یہ واقعہ ہے یا ہماری نظر کا قصور ہوگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایک ہزار برس کی تحقیقات کا عطر اُن کے سامنے موجود تھا اور ان کی تحقیقات کی تیز شعاعوں میں منزل مقصود کی رہنمائی آسان ہوگئی۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے حقائق کی تفہیم واقہام کے لئے جس سرچشمہ کی ضرورت تھی شاہ ولی خود اس سے سرشار تھے۔ امام غزالی ؒ کی کتابوں میں یہ بحث "المنقذ من الضلال" و"معارج القدس" میں سب سے عمدہ شکل میں موجود ہے۔

امام رازی ؒ کی "تفسیر کبیر" و"مطالب عالیہ" میں کافی سامان ہے۔ شاہ ولیؒ نے چند کتابوں میں اس کی پوری تحلیل اور کامل تجزیہ کیا ہے، بالخصوص اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" کی پہلی جلد کے مختلف ابواب میں نبوت کی حقیقت، منصب نبوت کی تشریح، نبوت کے خواص ولوازم، انبیاء ومصلحین کے فروق وغیرہ کو خوب واضح کیا ہے۔

امیر یمانی ؒ کی "ایثار الحق علی الخلق" میں اس موضوع میں کافی لمبی بحث موجود ہے۔ ابن تیمیہ ؒ کی اس موضوع پر "کتاب النبوات" تقریباً تین سو صفحات میں موجود ہے، لیکن حق یہ ہے کہ ابن تیمیہ ؒ نے باوجود علمی تبحر وتدقیق اور باوجود جلیل القدر محقق ہونے کے اس موضوع کا حق نہیں ادا کیا۔ غزالیؒ کے چند صفحے اور شاہ ولیؒ کے چند ورق کو میں اس ساری کتاب پر ترجیح دیتا ہوں، چند مخفی فوائد ونکات کے سوا اس میں کوئی اہم بات یا علمی تحقیق اس موضوع پر نہیں جس کی ان سے توقع تھی۔ مجھے اس وقت نبوت کی عقلی تشریح کرنی منظور نہیں، کیونکہ اس کی تشریح سے پہلے "روح" کی حقیقت سمجھانی ہوگی جو بجائے خود ایک مستقل دقیق وغامض علمی مضمون ہے، جس میں ارسطو نے "کتاب النفس" لکھی ہے اور اس کی تلخیص وتراجم وشروح ثامسطیوس، لامقیدوروس، استیلقوس، اسکندر افرودوسی، ابن بطریق وغیرہ وغیرہ نے کی ہیں۔

اسلامی دور میں ابو العباس احمد سرخسی (المتوفیٰ: ۲۸۶ھ) صدقہ بن منجا الدمشقی (۲۶۰ھ) مؤرخ مشہور مسعودی (۳۴۶ھ) امام غزالیؒ (۵۰۵ھ) امام رازیؒ (۶۰۶ھ) ابن القیم (۷۵۲ھ) برہان الدین بقاعیؒ (۸۸۵ھ) وغیرہ وغیرہ متکلمین اسلام اور علماء امت نے "روح" پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے "معارج القدس" غزالیؒ کی اور "کتاب الروح" "ابن القیمؒ کی اور "سر الروح"

حاشیہ: ا......ملاحظہ ہو: "حجۃ اللہ البالغۃ" کے حسب ذیل ابواب، ذکر الملأ الا

علی، ص:۱۲، باب التکلیف، ص:۱۵، انشقاق التکلیف من التقدیر، ص:۱۶، اقتضاد التکلیف من المجازاۃ، ص:۱۹، اختلاف الناس فی جبلتھم، ص:۲۰، حقیقۃ السعادۃ، ص:۳۹، اختلاف الناس فی السعادۃ، ص:۴۰، الحاجۃ إلی ھداۃ السبل، ص:۲۵، حقیقۃ النبوۃ، ص:۲۶، کیفیۃ الاستنباطات، ص:۳۰۔۳۱، باب الارتفاق الأول، ص:۳۰)

حاشیہ:۲......ملاحظہ ہو تفصیل کے لئے: کشف الظنون، ج:۲،ص:۲۲۸،۳۰۴)

بقائی کی اور ’’کتاب الفتوح لمعرفۃ أحوال الروح ‘‘بعض علماء عصری اور’’الطاف القدس ‘‘ شاہ ولی اللہؒ ہمارے سامنے مطبوعہ موجود ہیں۔ کہنا یہ ہے کہ حقیقتِ نبوت کی تشریح کے لئے ’’حقیقتِ روح‘‘ بیان کرنا ضروری ہوگی۔ اس وقت ان غامض ودقیق علمی موضوعات کی طرف جانا نہیں اور نہ فیصلہ کرنا ہے۔ صرف اپنے سلف صالحین کے چند علمی کارناموں سے طلبہ کو واقف کرانا تھا، کوئی مشکل سے مشکل، دقیق سے دقیق علمی موضوع اور خصوصاً جس کا تعلق دین اسلام سے ہو ایسا نہیں ہوگا جس پر کہ ہمارے اکابر نے اپنی بیش بہا تحقیقات کا ذخیرہ جمع نہ کیا ہو۔

اس وقت مقصود صرف اتنا ہے کہ یہ بتلایا جائے کہ ’’نبی‘‘ (پیغمبر) کسے کہتے ہیں؟ اور قرآن کریم میں ’’انبیاء‘‘ اور ’’نبوت‘‘ کے کیا کیا خواص جتلائے گئے ہیں؟ تاکہ آیاتِ بینات کی روشنی میں ایک مسلمان صحیح عقیدہ کو سمجھ سکے، اور جب کسی کی نبوت ثابت ہوجائے مسلمان کے لئے ان کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہوگا اور جب ایمان لایا گیا اس وقت ’’نبی‘‘ ایک امتی کے لئے ایک برگزیدہ مقدس واجب الاطاعت ہستی ہوگی۔ اس کے احکام، اس کی مرضیات، اس کے اوضاع واطوار، اس کے اخلاق وعادات، غرض کل نظامِ حیات میں اس کی سنت افرادِ امت میں سے ہر فرد کے لئے دلیل راہ ہوگی۔ پھر وہاں کیوں؟ اور کیوں کر؟ کا سلسلہ ہی ختم ہوجاتا ہے۔ سوائے تسلیم وانقیاد واطاعت وفرمانبرداری کے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔ اس کی رضا مندی خدائے تعالیٰ کی رضا مندی ہوتی ہے، اس لئے کہ خود حق تعالیٰ یوں ہی فرما چکے ہیں، جیسا کہ آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ! واضح ہوجائے گا۔

ہاں! عبادت بہر حال اللہ تعالیٰ کی ہوگی، رسول کی اطاعت سے اس کی عبادت لازم نہیں آتی، عبادت وبندگی اور چیز ہے، اطاعت وتسلیم اور چیز ہے، دونوں میں خلط نہ کرنا چاہئے۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ رسول کی رہنمائی میں اللہ تعالیٰ شانہ کی عبادت وبندگی کی جائے۔ اب وہ رہنمائی مختلف صورتوں میں ہوگی، کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف صاف طور پر نسبت کرکے ارشاد فرمایا جائے گا، کبھی اپنی طرف سے کچھ ارشاد فرمائیں گے، گو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوگا۔ لیکن لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی نسبت نہیں ہوگی، کبھی ان کے اتباع، ان کے طرز وطریقہ کو دیکھ کر رہنمائی حاصل کریں گے۔ غرض کہ رہنمائی حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہوں گے۔

نبی ورسول یا پیغمبر:

لغت عرب میں ’’نبا‘‘ اس خبر کو کہتے ہیں جس میں فائدہ ہو اور فائدہ بھی عظیم اور اس خبر سے سننے والے کو علم واطمینان بھی حاصل ہو۔(۱) غرض کہ تین چیزیں اس میں ضروری ہوں: ۱:......خبر فائدے

(حاشیہ:۱......ملاحظہ ہو ’’مفرداتِ راغب‘‘ ص:۴۹۹۔ ابن تیمیہؒ نے ’’النبوات‘‘ میں اسی کو دوسرے عنوان سے بیان کیا اور کسی قدر اور لطیف کردیا۔ دیکھو ’’النبوات‘‘ ص:۲۲۲ کی ہو۔)

۲:......فائدہ بھی عظیم الشان ہو، ۳:......سننے والے کو یقین کامل یا اطمینان قلب حاصل ہوجائے۔

قرآن کریم نے اسی لغت سے ’’نبی‘‘ کا لفظ ایک ایسے انسان کے لئے استعمال کیا جس نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے فائدے اور نفع کی ایسی عظیم الشان خبریں سنائیں جن سے ان کی عقول قاصر ہیں، صرف اپنی عقلِ نارسا سے وہاں تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے۔ ظاہر ہے کہ ایسی باتیں وہی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہوں گی اور پھر ان خبروں پر اطمینان یا علم جب حاصل ہوسکتا ہے کہ خبر دینے والا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل بھی پیش کرے یا صرف اس کی زندگی ہی اتنی پاکیزہ، اتنی اعلیٰ ومقدس ہو کہ اس پر جھوٹ کا وہم وگمان بھی نہ ہوسکے، اس کی بات سنتے ہی لوگوں کو یقین آجائے۔ اب صرف ’’نبی‘‘ کا لفظ ہی لغتِ عرب کے مطابق ان سب حقائق پر روشنی ڈالتا ہے، جس کی تفصیل وتحقیق کے لئے صفحات بھی ناکافی ہیں۔ شیطانی وساوس یا طبعی جمود وعناد اگر قبول سے مانع آجائے یہ دوسری بات ہے۔

’’رسالت‘‘:

لغتِ عرب میں ’’رسالت‘‘ کے معنی ایک پیغام کے ہیں اور ’’رسول‘‘ کہتے ہیں پیغام پہنچانے والے کو۔ قرآن کریم نے اس لفظ کو اس پیغام پہنچانے والے کے لئے استعمال کیا جو اللہ تعالیٰ شانہ کی جانب سے دین ودنیا کے مصالح کے بارے میں پیغامات اس کے بندوں تک پہنچائے۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ اسلام کی زبان میں ’’نبی ورسول‘‘ وہ سفیر ہے جس کا خود اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا ہو۔ خدائے تعالیٰ کے پیغامات اس کے بندوں

تک پہنچاتا ہو، دین و دنیا کے مصالح ومنافع کے لئے ایک ''قانونِ حیات'' ایک ''نظام العمل'' ایک ''دستورِ اساسی'' پیش کرتا ہو۔ ایسے احکام، ایسے حقائق، ایسے امور اُن کو ارشاد کرتا ہو جن سے ان کی عقول قاصر ہوں۔ ایسی دقیق وغامض باتوں کی اطلاع دیتا ہو جہاں ان کا طائرِ عقل پرواز نہ کرسکتا ہو، ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ کرتا ہو، نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی وعذاب سے ڈراتا ہو۔ جو حکم دیتا ہو وہ خود کرتا ہو، خود اُن کے لئے مجسم پیکرِ عمل ہو، اس قانونِ حیات ونظامِ عمل کے لئے اس کا وجود آئینہ ہو۔ یہ ہیں اسلام کی زبان میں، شریعت کی لغت میں ''رسول ونبی'' کے معنی، اسی کو ہم اپنی زبان میں ''پیغمبر'' کہتے ہیں۔ ''رسول'' و''نبی'' میں کیا فرق ہے؟ یہ ایک محض علمی چیز ہے۔ ہمارے موضوع سے خارج ہے، لیکن اجمالاً اتنا واضح رہے کہ حافظ ابن تیمیہ ؒ نے ''کتاب النبوات'' میں جو فرق بیان کیا وہ ہمیں سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے، جس کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ: ''جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے صرف غیب کی خبروں سے قوم کو اطلاع دیتا ہو، ان کو نصیحت کرتا ہو، ان کی اصلاح کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو ''وحی'' ہوتی ہو، وہ ''نبی'' کہلاتا ہے۔ اگر ان اوصاف کے ساتھ وہ کفار کی طرف اور نافرمان قوم کو تبلیغ پر مامور بھی کیا جائے تو وہ ''رسول'' بھی ہوگا۔''

اب ہم قرآن کریم کی روشنی میں ''انبیاء و رسل'' کے خواص ولوازم پیش کرتے ہیں، لیکن معلوم رہے کہ ''انبیاء ورسل علیہم السلام'' کے عام خصائص بحیثیت نبوت ورسالت سب مشترک ہیں، قرآن کریم نے جتنے کمالات اور اوصاف انبیاء و رسل علیہم السلام کے بیان کردیئے ہیں وہ سب حضرت خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ میں بوجہ کمال موجود ہیں، کیونکہ آپ ﷺ سب انبیاء ورسل علیہم السلام سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ سید الانبیاء ہیں، خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ نصوصِ قطعیہ کا مفاد ہے اور اُمتِ مرحومہ کا ''اجماعی عقیدہ'' ہے اور تاریخ عالم کی ''حقیقتِ ثابتہ'' ہے اور اسلامی دور کے حیرت انگیز کارنامے اس کے شاہدِ عدل ہیں۔ قرآن کریم نے بہت سے انبیاء و رسل علیہم السلام کے خصائص و کمالات بیان کرنے کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا اور فرمایا:

''اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ'' (الانعام:۹۰)

ترجمہ:''یہ حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے، آپ بھی انہیں کے طریقہ پر چلئے۔''

اس سے یہ صاف معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے جتنے عملی وعلمی کمالات تھے، آپ ﷺ ان سے مالا مال تھے۔ اس لئے ہم جتنی آیات کریمہ مختلف انبیاء ورسل علیہم السلام کے خصائص واوصاف میں پیش کریں گے۔ مقصود ان سے صرف نبوت کے کمالات وخصائص ہوں گے جو اصل نبوت کی وجہ سے قدرِ مشترک سب میں موجود ہیں۔

منصبِ نبوت ورسالت:

نبوت ایک عطیۂ ربانی ہے جس کی حقیقت تک رسائی غیر نبی کو نہیں ہوسکتی، اس کی حقیقت کو یا تو حق تعالیٰ جانتا ہے جو نبوت عطا کرنے والا ہے یا پھر وہ ہستی جو اس عطیہ سے سرفراز ہوئی۔ مخلوق بس اتنا جانتی ہے کہ اس اعلیٰ وارفع منصب کے لئے جس شخص کا انتخاب کیا گیا ہے وہ:

۱......معصوم ہے، یعنی نفس کی ناپسندیدہ خواہشات سے پاک صاف پیدا کیا گیا ہے اور شیطان کی دسترس سے بالاتر۔ عصمت کے یہی معنی ہیں کہ ان سے حق تعالیٰ کی نافرمانی کا صدور ناممکن ہے۔

۲......آسمانی وحی سے ان کا رابطہ قائم رہتا ہے اور وحی الٰہی کے ذریعہ ان کو غیب کی خبریں پہنچتی ہیں۔ کبھی جبریل امین کے واسطہ سے اور کبھی بلا واسطہ، جس کے مختلف طریقے ہیں۔

۳......غیب کی وہ خبریں عظیم فائدہ والی ہوتی ہیں اور عقل کے دائرے سے بالاتر ہوتی ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام بذریعہ وحی جو خبریں دیتے ہیں ان کو انسان نہ عقل وفہم کے ذریعہ معلوم کرسکتا ہے نہ مادی آلات وحواس کے ذریعہ ان کا علم ہوسکتا ہے۔

(حاشیہ:۱......تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''کتاب النبوات'' ص:۲۷۲تا۲۷۴)

ان تین صفات کی حامل ہستی کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث ومامور کیا جاتا ہے، گویا حق تعالیٰ اس منصب کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جو افراد بشر میں اعلیٰ ترین صفات کی حامل ہوتی ہے، اس انتخاب کو قرآن کریم کہیں ''اجتباء'' سے، کہیں ''اصطفاء'' سے اور کبھی لفظ ''اختیار'' سے تعبیر فرماتا ہے، یہ عام صفات وخصوصیات تو ہر نبی ورسول میں ہوتی ہیں، پھر حق تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرما کر وہ درجات عطا کرتا ہے جن کے تصور سے بھی بشر قاصر ہے، گویا نبوت، انسانیت کی وہ معراج کمال ہے جس سے کوئی بالاتر منصب اور کمالِ عالمِ مکان میں نہیں، ان صفاتِ عالیہ سے متصف ہستی کو ہدایت واصلاح کے لئے مبعوث کرکے انہیں تمام انسانیت کا مطاعِ مطلق ٹھہرایا جاتا ہے، ارشاد ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' (النساء:۶۴) یعنی ''ہم نے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم

ہے۔‘‘ پس حکمِ خداوندی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، وہ مطاع اور واجب الاطاعت متبوع ہے، اور امت اس کی ہدایت کے تابع اور مطیع فرمان۔

نبی ہر نقص وکوتاہی سے بالاتر ہوتا ہے:

جب نبوت ورسالت کے بارے میں یہ صحیح تصور قائم ہوگیا کہ وہ ایک عطیہ ربانی ہے، کسب ومحنت اور مجاہدہ وریاضت سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ حق تعالیٰ اپنے علم محیط، قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے پاک اور معصوم ومقدس ہستی کو پیدا فرماکر اس کو وحی آسمانی سے سرفراز فرماتا اور مخلوق کی ہدایت وارشاد کے منصب پر اُسے کھڑا کرتا ہے تو اس سے عقلی طور پر خود بخود یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی ورسول کی شخصیت ہر نقص سے، ہر کوتاہی سے اور ہر انسانی کمزوری سے بالاتر ہوتی ہے، کیونکہ اگر خود اس کی شخصیت انسانی کمزوریوں میں ملوث ہوتو وہ ہدایت واصلاح کی خدمت کیسے انجام دے سکے گا:

’’آنکہ خودگم است کرا رہبری کند‘‘

چنانچہ سنت اللہ یہی ہے کہ نبی کا حسب ونسب، اخلاق وکردار، صورت وسیرت، خلوت وجلوت اور ظاہر وباطن ایسا پاک اور مقدس ومطہر ہوتا ہے جس سے ہر شخص کا دل ودماغ مطمئن ہو اور کسی کو انگشت نمائی کا بال برابر بھی موقع نہ مل سکے، یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص شقاوت ازلی کی وجہ سے اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے اور عنادو انکار میں مبتلا ہوکر ہدایت سے محروم رہ جائے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدتر سے بدتر دشمن بھی نبی میں کسی ’’انسانی کمزوری‘‘ کی نشاندہی کرسکے۔

☆☆..................☆☆

ایک امریکی نوجوان کا قبول اسلام

یہ قصہ ہے ۲۸ سال کے ایک امریکی نوجوان عبداللہ عبدالملک کا، جنہوں نے چند سال قبل دین اسلام قبول کیا، وہ اسلام لانے سے قبل اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں کہ: ’’میں امریکا کی ایک ریاست پنسلوینیا (Pennsylvania) میں پروان چڑھا، عام امریکی بچوں کے مانند میں بھی تیز دھن والی موسیقی سننے اور متشدد فلم دیکھنے کا شوقین تھا اور انہیں فلمی کرداروں کو اپنا ’’رول ماڈل‘‘ سمجھتا اور معاشرے کے خلاف خودسری اور سرکشی کو ہی اصل زندگی گمان کرتا تھا۔‘‘

کچھ بڑے ہونے پر میں چرس کی عادت میں مبتلا ہوگیا اور اس کا کاروبار شروع کردیا، مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ میرا حقیقی اور قابل اعتماد کوئی بھی دوست نہیں ہے، ساتھ ہی مجھے اپنی زندگی میں افسردگی اور تنہائی محسوس ہونے لگی، کچھ اقتصادی مسائل کی وجہ سے میرے گھر والوں کو فلوریڈا، منتقل ہونا پڑا، لیکن میں نے ’’پنسلوینیا میں رہنے کا فیصلہ کیا اور اپنے پرانے گھر کو چھوڑ نہ پایا، میں مشکلات سے دوچار تنہا زندگی گزارتا رہا، منشیات کو بیچنے کے لئے مزید خطرات اٹھانے لگا اور پھر میں پولیس کی نظر میں آگیا، جیل جانے کے خوف سے میں نے اپنا دھندھا بند کردیا اور ایک نوکری اختیار کرلی، اسی دوران میری ملاقات ایک پچاس سالہ مسلم شخص سے ہوئی اور پہلی مرتبہ میں نے اسلام سے متعلق کچھ سنا، میں نے اس سے پوچھا کہ کیا مسلمان ’’جیسس‘‘ کو مانتے ہیں، اس نے جواب دیا کہ مسلمان تمام انبیاء علیہم السلام، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کو مانتے ہیں، ہم ’’جیسس‘‘ کو بحیثیت رسول مانتے ہیں، بحیثیت خدا تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ خدا صرف ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی یہ بات میں نے تسلیم کرلی۔ میں زندگی کے ایک ایسے مرحلہ میں تھا، جہاں مجھے اپنے اندر سخت تبدیلی کی ضرورت ہورہی تھی، میں خدا پر تو یقین رکھتا تھا، لیکن ذہن میں کئی سوالات ہونے کی وجہ سے عیسائیت کو دل سے تسلیم نہیں کرپاتا تھا۔

ایک مرتبہ اسی مسلم شخص نے رات میں مجھے گھر تک چھوڑا اور قرآن پاک کا ایک نسخہ دیا، میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسی رات سے اس کو پڑھنا شروع کردیا، ہر چیز میرے سامنے واضح ہوگئی، میں نے جان لیا کہ یہ حق ہے، یہ کتاب صرف خدائے واحد کی جانب سے ہی ہوسکتی ہے۔ ایک مرتبہ رات کو قرآن پڑھتے وقت مجھے ایک روشنی اس سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی، میں نے جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے سچ ہونے کی ایک نشانی ہے، مجھے قرآن پاک کے سچ ہونے پر پہلے سے ہی یقین تھا، اس علامت کو دیکھنے کے بعد مکمل طور پر ایمان لے آیا مجھے پرانے پیشہ کی وجہ سے جیل بھی بھیجا گیا، جہاں میری ملاقات چند مسلمانوں سے ہوئی، میں نے ان کو نہایت بہتر، نرم مزاج، محبت کرنے والا، پاک صاف اور بااخلاق پایا، میں نے ان سے روزہ، نماز وغیرہ سیکھا، جیل میں ایک سال رہنے کے بعد فلوریڈا (Florida) منتقل ہوگیا، اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مجھے ایک نئی زندگی مل گئی ہے۔

اب میرا ارادہ ہے کہ میں دیگر لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچاؤں، مجھے پہلی مرتبہ زندگی گزارنے کا اصل طریقہ معلوم ہوا اور سچائی کا علم ہوا اس وقت جب کہ میں شدید طور پر اس کا حاجت مند تھا، اسلام ہی سب سے سیدھا اور سچا راستہ ہے، سڑکوں سے قید خانہ تک اور پھر اسلام تک میری تمام آزمائش سودمند رہی، جن کے بغیر شاید میں وہ نہ ہوتا جو آج ہوں۔ الحمدللہ! (دی مسلم ورلڈ لیگ جرنل)

ترجمہ: یوسف مصطفیٰ ندوی

من الظلمات الی النور

سکھ مذہب سے دین اسلام تک

قبولِ اسلام کی ایمان افروز روئیداد

خالد محمود سابق یوئیل کندن

دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ سبحان وتعالیٰ کے کلام اطہر قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوا، جس کی تفسیر زبان نبوت سے احادیث مبارکہ کے ذریعہ سے ہوئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اس کی عملی اور علمی تصویر بنے اور یہی وجہ ہے کہ دین اسلام کی روشنی اطراف عالم پر پھیلتی جارہی ہے۔

یہ دین اسلام ہی کی برکات اور فیضان ہے کہ آج بھی سعید روحیں ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کے سایۂ عاطفت میں پناہ گزیں ہورہی ہیں، انہی سعید روحوں میں ایک نام محترم ومکرم ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب کا بھی ہے، جو عین نوجوانی میں دین اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوکر سکھ مذہب سے تائب ہوئے اور قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ:

"بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔"

(سورۂ آل عمران:۱۹)

پر عمل کرتے ہوئے، دین اسلام قبول کیا نہ صرف خود دین متین میں داخل ہوئے بلکہ قبولِ اسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہ کر اپنے خاندان، والدین اور بہن بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کرتے رہے اور اپنے اساتذہ کرام اور بزرگان دین سے بھی ان کے لئے دعاؤں کی درخواست کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گھر اور خاندان کے لوگوں کو بھی دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ان کی یہ دعائیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئیں اور ان کے قبولِ اسلام کے چند سال بعد مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کے والدین اور بہن، بھائی بھی قبولِ اسلام کے مشرف ہوئے، الحمدللہ!

مولانا ڈاکٹر عبدالواحد صاحب (سابق سندر داس) جن سے میری محبت اور رفاقت کو قریباً پندرہ سال ہو چلے ہیں۔ بحیثیت نومسلم مجھے جب بھی کسی حوالے سے پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی خوش نصیب اور مبارک شخص دائرہ اسلام میں آیا ہے تو میری کوشش ہوتی ہے کہ ایسے خوش نصیب اور مبارک شخص کی زیارت ضرور کروں اور معلوم کرسکوں کہ میرا یہ بھائی دین اسلام کے سایہ عاطفت میں ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ کر کیسے اور کن حالات میں پناہ گزیں ہوا؟

مفتی صاحب، جب جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد تخصص کے لئے جامعہ دارالعلوم کراچی (کورنگی) میں داخلہ کے لئے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ کراچی تشریف لائے اور یہاں ان کا داخلہ تخصص فی الفقہ میں ہوگیا تو جامعہ کے استاذ مولانا قاری خلیل الرحمن صاحب کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ اس سال دارالعلوم میں ایک ایسا طالب علم آیا ہے، جس نے سکھ مذہب سے تائب ہوکر دین فطرت یعنی دین اسلام کی آغوش میں پناہ لی ہے، میں خود چونکہ جامعہ دارالعلوم کے شعبۂ مطبخ میں ایک عرصہ سے ملازم رہا ہوں، لہٰذا ان سے میری پہلی ملاقات بھی مولانا قاری خلیل الرحمن صاحب کی وساطت سے دارالعلوم کی قدیم مسجد کے سامنے موجود پارک میں ہوئی، بہرحال اس محبت بھری پہلی ملاقات کے بعد ان سے ملاقاتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلا۔

نرم گفتار، دھیمے مزاج اور تعلیم وتحقیق میں کھوئے رہنے والے اپنے اس ہمدم ورفیق کو دین اسلام قبول کرنے کے بعد کن حالات اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا اور سب سے اہم بات کہ وہ کیا وجوہات تھیں، جن کی وجہ سے وہ دین اسلام کے دامن میں آبسے، یہ وہ باتیں ہیں جو میں ان سے کئی باران کی عاجزی اور تواضع کے باوجود بضد ہوکر ان سے سنتا رہا ہوں اور کئی بار ان سے عاجزانہ درخواست والتماس کرتا رہا ہوں کہ اپنے قبول اسلام کی روئیداد کو ضرور قلم بند کیجئے کہ شاید اس کے پڑھنے، سننے سے حق کے متلاشی لوگوں پر اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی راہیں کھولیں، اپنے قبولِ اسلام کے حالات وواقعات بتانے اور سنانے میں ان کو ہمیشہ ریاکاری اور دکھاوے کا خوف دامن گیر رہا ہے۔ سچی بات ہے کہ ان کو کتابوں میں کھوئے رہنے کا شوق ہے، انہوں نے دین اسلام صرف زبانی کلامی قبول نہیں کیا، بلکہ اس کی اصل کی طرف آئے، یعنی قرآن کریم کی ابتدائی تعلیم مدرسہ انوار مدینہ کوٹ مومن میں شروع کی، پھر اپنے خاندان کی ایک اور

عظیم شخصیت حضرت مولانا عمر فاروق صاحبؒ جنہوں نے بہت پہلے سکھ مذہب سے دین اسلام قبول کیا، عالم دین بنے اور سرگودھا میں ایک مدرسہ جامعہ نعمانیہ کے نام سے شروع کیا، وہاں انہوں نے علم نبوت اور نورِ نبوت کا درس لینا شروع کیا، یعنی درس نظامی کی ابتدائی دو سال کی تعلیم یہاں مکمل کی، درسِ نظامی کی مزید تعلیم وتکمیل کے لئے جامعہ امدادیہ فیصل آباد چلے آئے، پھر تخصص فی الفقہ کے لئے جامعہ دارالعلوم کراچی کا سفر کیا، تخصص سالِ سوم کے دوران، کراچی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی (PHD) کے لئے داخلہ لیا اور حضرت علامہ عینی رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی شرح معانی الآثار کی ''شرح نخب الافکار'' کے مخطوط پر پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب (سابق ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر) کی زیر نگرانی تحقیقی کام مکمل کیا، عربی میں ان کا یہ تحقیقی مقالہ علمی اعتبار سے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اور الحمدللہ! اللہ رب العزت نے ان کو اس پر پی ایچ ڈی (PHD) کی ڈگری سے سرفراز کیا۔ دارالعلوم کراچی سے تخصص کے دوران ''فسخ نکاح شریعت اسلامیہ اور ملکی قوانین کے آئینہ میں'' کے نام سے ایک علمی اور تحقیقی مقالہ لکھا، اسی طرح ایک اور تحقیقی اور مبارک کتاب ''احمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے نام ان کا'' تالیف کی جو اپنے موضوع کے لحاظ سے قادیانی اعتراض کا خوبصورت علمی جواب ہے، جس کے دو ایڈیشن الحمدللہ چھپ چکے ہیں۔

میرے بار بار اصرار پر مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب نے اپنے قبول اسلام کی روئیداد قلم بند کی۔ لیجئے انہی کی زبانی سنیئے حمد وثنا کے بعد لکھا کہ:

''اس ذات اقدس کا شکر کس زبان سے ادا کروں، جس نے مجھے محض اپنے فضل وکرم سے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی عطا فرمائی اور بچپن میں ہی گھربار، اعزہ واقارب اور والدین کی شفقت سے کہیں زیادہ اپنے پسندیدہ دین اسلام کے دامن رحمت میں پناہ دی، کفر کی پُرخار وادی سے نجات دے کر اسلام کے روح پرور چمن میں سایہ عاطفت نصیب فرمایا۔ اس سفر میں کچھ مشکلات تو آئیں مگر اللہ تعالیٰ نے استقامت سے نوازا اور امن وعافیت سے منزل تک پہنچا دیا، اسی دین پر خاتمہ کے لئے دعاگو ودعا جو ہوں۔

میرے عزیز دوستو! اولاً عرض یہ ہے کہ جب میں زیر تعلیم تھا کئی دوستوں نے مجھے کہا کہ اپنے قبول اسلام کی داستان تحریر کریں تاکہ ہمیں بھی ایمانی حلاوت نصیب ہو جو ایسے واقعات سے حاصل ہوا کرتی ہے تو میں تحریر کرنا تو کجا ویسے سنانے سے بھی پہلوتہی کرتا رہا۔

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ میرا اسلام لانا تاریخ کے اوراق میں ایسا کوئی کارنامہ نہیں تھا جو صفحۂ قرطاس کی زینت بن سکے بلکہ یہ تو محض میرے پروردگار کا فضل وکرم تھا کہ اس نے صراط مستقیم کی راہ دکھلائی اور اس پر استقامت کی سعادت عطا فرمائی، بس جب کبھی کسی دوست نے زیادہ اصرار کیا تو اسباب اسلام میں سے چند ایک اقتباسات گوش گزار کردیتا کہ اپنے رب کے فضل کا اظہار ہوجائے۔ لیکن مزید تعلیم کے لئے کراچی آیا تو یہاں ہمارے دوست بھائی خالد محمود جو چند سال پہلے عیسائیت سے تائب ہوکر مشرف باسلام ہوچکے ہیں انہوں نے ایسا شدید اصرار کیا کہ انکار کی گنجائش نہ رہی اور اساتذہ کرام اور دوسرے طالب علم ساتھیوں نے بھی بھائی خالد محمود صاحب کی رائے کی تائید کی تو میں اپنے حالات قلم بند کرنے کے لئے تیار ہوگیا، صرف اس امید پر کہ قارئین حضرات میرے چند ناقص اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ پڑھ کر میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حقیقی معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور روز قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نوازیں۔

میرا سابق نام:

میرا سابق نام سندر داس تھا، اب میرا اسلامی نام عبدالواحد ہے جو کہ میں نے خود پسند کرکے رکھا تھا۔ میں اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ تمہارے نام تمہارے والدین رکھتے ہیں اور بفضل ایزدی مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے اپنا اسلامی نام خود منتخب کیا۔ فللہ الحمد والمنہ۔

علاقہ وگاؤں:

میرے گاؤں کا نام دُودَہ (Dodah) ہے جو کہ سرگودھا (صوبہ پنجاب) سے لاہور جانے والی مین روڈ سے ایک لنک روڈ پر واقع ہے۔

خاندان:

میرے دادا کا نام جیوند رام تھا، ان کے تین بیٹے ہیں: (۱) اندلال، (۲) کانشی رام (میرے والد محترم)، (۳) چوہدری رام، جیوند رام کے بڑے بھائی آیا رام تھے۔

خاندان کے کل افراد تقریباً اسی (۸۰) ہیں، قیام پاکستان کے وقت یہ اپنے گاؤں میں رہے انڈیا نہیں گئے، اس لئے کہ مسلمانوں سے تعلقات اچھے تھے اور گاؤں کے مسلمانوں اور ان کا آپس میں کوئی تنازعہ بھی نہیں ہوا۔ کافی اراضی ان کی ملکیت میں تھی۔ قوم اروڑا (راجپوت) ہے، ہم کل چھ بھائی ہیں اور تین ہمشیرگان ہیں۔ بھائیوں میں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دو ہمشیرگان مشرف باسلام ہوچکی ہیں۔

(جاری ہے)

عمرہ کا اجر وثواب اور طریقہ

نیت، احرام، ممنوع، مکروہ، مباح باتیں اور مختصر معمولات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ:

اب آپ کو عمرہ ادا کرنا ہے، لہٰذا مسجد الحرام میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کے نفل نہ پڑھیں۔ اس مسجد کا تحیۃ طواف ہے، اس لئے دعا مانگنے کے بعد عمرہ کا طواف کریں اور اگر کسی وجہ سے ابھی طواف نہ کرنا ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہو تو پھر بجائے طواف کے تحیۃ المسجد پڑھیں۔ (غنیۃ)

طواف کے لئے وضو کریں، کیونکہ بلاوضو طواف کرنا جائز نہیں۔ (غنیۃ)

☆... نیچے اور چھت پر طواف کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ (غنیۃ)

طواف:

☆... اب آپ طواف کرنے کے لئے حجر اسود کی طرف چلیں اور وہاں پہنچ کر احرام کی جو چادر اوڑھ رکھی ہے، اس کو داہنی بغل سے نکال کر اس کے دونوں پلے آگے پیچھے سے بائیں کاندھے پر ڈال لیں اور داہنا کاندھا کھلا رہنے دیں، اسے "اضطباع" کہتے ہیں، یہ طواف کے ساتوں چکروں میں سنت ہے۔ (حیات)

طواف کی نیت:

اب آپ خانہ کعبہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرح کھڑے ہوں کہ پورا حجر اسود آپ کے داہنی جانب ہو جائے، پھر قبلہ رخ بغیر ہاتھ اٹھائے طواف کی نیت کریں:

"اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے عمرہ کا طواف کرتا ہوں، آپ اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول کر لیجئے۔" (حیات)

☆... پھر قبلہ رو ہی دائیں طرف کھسک کر بالکل حجر اسود کے سامنے آئیں اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف کریں اور کہیں:

"بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولِ اللّٰہ۔"

اور دونوں ہاتھ چھوڑ دیں۔ (حیات)

استلام یا اشارہ:

پھر استلام کریں یعنی دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر اس طرح رکھیں جس طرح سجدہ میں رکھی جاتی ہیں، پھر ان کے درمیان میں منہ رکھ کر آہستہ سے بوسہ کریں، بشرطیکہ حجر اسود پر خوشبو لگی ہوئی نہ ہو اور ایسا کرنے سے دوسرے کو کوئی تکلیف بھی نہ ہو۔ ورنہ استلام نہ کریں، بلکہ اس کا اشارہ کریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ:

☆... دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ دونوں ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف ہو اور دونوں کا اندرونی حصہ حجر اسود کے سامنے کریں گویا حجر اسود پر رکھ دی ہیں اور یہ پڑھیں:

"بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولِ اللّٰہ۔"

اور دونوں ہتھیلیاں چوم لیں اور تلبیہ بند کر دیں اور دائیں طرف مڑ کر طواف شروع کر دیں اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف چلیں اور جھپٹ کر قریب قریب قدم رکھتے ہوئے اور دونوں کاندھے پہلوانوں کی طرح ہلاتے ہوئے چلیں، لیکن دوڑنے اور کودنے سے بچیں۔ اس کو "رمل" کہتے ہیں، یہ طواف کے پہلے تین چکروں میں سنت ہے۔

ضروری احتیاط:

☆... طواف کرتے ہوئے سیدھا چلیں، نگاہ سامنے رکھیں، دائیں بائیں نہ دیکھیں، کیونکہ حجر اسود کے استلام یا اشارہ کے سوا خانہ کعبہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا ناجائز ہے، اس لئے ایسا کرنے سے سخت احتیاط کریں اور زبان سے یہ کہیں:

"سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ
الا اللہ واللہ اکبر۔"

اور بغیر ہاتھ اٹھائے اپنی زبان ہی میں جو دل چاہے دعا کریں۔ یاد رہے طواف میں دوسری دعائیں ضروری نہیں ہیں۔ بعض لوگ بلا سمجھے اکثر طواف کی مطبوعہ دعائیں طوطے کی طرح پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر ان کا طواف نہ ہوگا یہ محض غلط ہے۔

اس کے بعد آگے گول قد آدم دیوار آئے گی اس کو "حطیم" کہتے ہیں، اس کے بعد خانہ کعبہ کا تیسرا کونہ آجائے گا، اس کو "رکن یمانی" کہتے ہیں، اگر اس پر خوشبو ملی ہوئی نہ ہو تو اس پر دونوں ہاتھ پھیریں یا صرف داہنا ہاتھ پھیریں اور اگر خوشبو لگی ہوئی ہو یا بہت زیادہ ہجوم ہو تو بغیر اشارہ کے یونہی گزر جائیں اور یہ دعا کریں:

"اللّٰھم انی اسئلک العفو والعافیة فی الدنیا والآخرة۔"

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ سے دنیا و آخرت میں عافیت اور معافی مانگتا ہوں۔

اس سے آگے حجر اسود کی طرف چلیں اور چلتے ہوئے، یہ دعا کریں:

"ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔"

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (آمین)

☆... پھر حجر اسود کے سامنے پہنچیں اور حجر اسود کا استلام کریں یا اشارہ کریں، دونوں کی تفصیل ابھی اوپر گزری، اس کے مطابق عمل کریں یہ طواف کا ایک چکر ہوا، اس کے بعد رمل کے ساتھ دو چکر اور کریں اور باقی چار چکروں میں اپنی عام چال چلیں اور ہر چکر کے بعد حجر اسود کا استلام یا اشارہ کریں۔ (حیات) اور "اضطباع" طواف کے سب چکروں میں کریں اور جب طواف پورا ہوجائے تو "اضطباع" موقوف کردیں۔

ملتزم:

طواف کے سات چکر پورے کرکے ملتزم پر آئیں۔ (حیات)

ملتزم، حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان جو دیوار ہے اس کو کہتے ہیں، اس سے چمٹ کر دعا کریں، یہ دعا قبول ہونے کی خاص جگہ ہے، لیکن اگر یہاں خوشبو لگی ہوئی ہو جیسا کہ اکثر لگی رہتی ہے یا اس پر عورتوں کا ہجوم ہو تو پھر اس سے کچھ دور کھڑے ہوکر دعا کریں، یہ بھی ممکن نہ ہو تو دعا چھوڑ دیں۔

مسئلہ: اگر شخص بھول کر یا ساتویں چکر کے شبہ میں طواف کا آٹھواں چکر بھی کرلے تو کچھ حرج نہیں، طواف درست ہے اور اگر کوئی جان بوجھ کر چکر کرلے اس کو چھ چکر اور ملا کر سات چکر پورے کرنے واجب ہیں اور اس طرح یہ دو طواف ہوجائیں گے۔ (عمدہ)

مسئلہ: طواف کے دوران اگر وضو ٹوٹ جائے تو طواف چھوڑ کر وضو کریں یا جماعت کھڑی ہوجائے تو نماز ادا کریں، اس کے بعد جہاں سے طواف چھوڑا تھا وہیں سے باقی طواف پورا کریں، البتہ بلا عذر درمیان سے طواف چھوڑ کر جانا مکروہ (گناہ) ہے، اگر ایسا ہوجائے تو طواف کو لوٹانا مستحب ہے۔ (عمدہ)

نماز واجب طواف:

یہاں سے ہٹ کر "مقام ابراہیم" کے پاس آئیں اور اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کے اور خانہ کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم آجائے، پھر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت واجب طواف دونوں کاندھے ڈھک کر ادا کریں، پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا بہتر ہے، پھر نماز کے بعد دعا کریں اور اگر مکروہ وقت ہو تو اس کو گزرنے دیں یا نمازیوں کی کثرت کی بنا پر وہاں جگہ نہ ہو تو حرم شریف میں جہاں جگہ ملے، وہاں یہ نماز ادا کریں۔ (حیات)

لیجئے طواف پورا ہوگیا۔

آب زمزم:

نماز واجب طواف پڑھنے کے بعد قبلہ رو کھڑے ہوکر تین سانس میں آب زمزم پئیں ہر بار شروع میں "بسم اللہ" اور "الحمدللہ" کہیں اور خوب پیٹ بھر کر پئیں اور کچھ اپنے اوپر بھی چھڑکیں اور پھر قبلہ رخ خوب دعا کریں۔ (حیات) یہ دعا بھی خوب ہے:

"اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔" (معلم الحجاج)

آب زمزم سے وضو:

پاک جسم والے کو برکت کے لئے زمزم کے پانی سے وضو یا غسل کرنا جائز ہے، اسی طرح بے وضو کو وضو کرنا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ (غنیة)

سعی کا طریقہ:

☆... سعی نیچے کرنا بہتر ہے اور سعی کی چھت پر جائز ہے۔ (فتویٰ) نیز سعی بلا وضو بھی جائز ہے لیکن باوضو کرنا مستحب ہے۔ (غنیة)

☆... اس کے بعد حجر اسود کے سامنے آئیں اور حجر اسود کا استلام کریں یا اشارہ کریں اور سعی کرنے کے لئے "صفا" کی طرف چلیں اور صفا پر اتنا چڑھیں کہ خانہ کعبہ نظر آسکے پھر قبلہ رو کھڑے ہوکر بغیر ہاتھ اٹھائے سعی کی نیت کریں:

"اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے صفا مروہ کے درمیان سعی کرتا ہوں، آپ اس کو قبول کرلیجئے اور میرے واسطے آسان کردیجئے۔"

(حیات)

پھر دعا کے لئے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف کریں۔

☆... تین مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" کہیں اور ایک مرتبہ کلمہ توحید پڑھیں، پھر درود شریف پڑھ کر اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ (غنیة بتصرف) لیکن کوئی خاص دعا مقرر نہیں ہے۔

☆... "صفا" سے اتر کر سکون واطمینان سے مروہ کی طرف چلیں اور ذکر و دعا میں مشغول رہیں اور جب سبز ستون آنے میں اندازاً چھ ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے تو آپ درمیانی رفتار سے دوڑنا شروع کریں اور دوسرے سبز ستون کے گزرنے کے چھ ہاتھ کے بعد دوڑنا چھوڑ دیں۔ (احکام حج) لیکن خواتین نہ دوڑیں اور یہ دعا کریں:

"رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم"

ترجمہ: "اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور رحم فرما، آپ بڑے ہی عزت والے اور کرم والے ہیں۔"

پھر مروہ پر پہنچ کر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے اور ذرا سا داہنی طرف ہٹ کر کھڑے ہوں اور ایسی جگہ کھڑے ہوں کہ دوسروں کو آنے جانے کی تکلیف نہ ہو، پھر وہی ذکر و دعا کریں جو صفا پر کی تھی۔ (عمدۃ المناسک)

یہ سعی کا ایک چکر ہو، اسی طرح چھ چکر اور کرنے ہیں، یہاں سے صفا پر جائیں دو چکر ہو جائیں گے اور صفا سے مروہ پر تین چکر ہو جائیں گے، آخری ساتواں چکر مروہ پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر مذکورہ بالا ذکر اور خوب گڑگڑا کر دعا کریں، کیونکہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ (عمدۃ المناسک بتصرف)

☆... پھر سعی کا آخری چکر مروہ پر پورا کرکے دعا کریں اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت مطاف کے کنارے پڑھیں یا حجر اسود کے سامنے ورنہ حرم میں جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لیں، سعی کے بعد یہ دو نفل مستحب ہیں۔ (حیات)

مسئلہ: دوران سعی اگر سعی کے چکروں میں شک ہو جائے تو کم کو یقینی سمجھ کر باقی چکر پورے کریں، مثلاً شک ہو جائے کہ پانچ چکر ہوئے ہیں یا چھ تو پانچ سمجھیں اور دو چکر اور کریں۔ (غنیۃ)

مسئلہ: سعی کے دوران نماز شروع ہو جائے یا وضو ٹوٹ جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی چھوڑ کر نماز وغیرہ شروع کر دیں اور فارغ ہو کر جہاں سے سعی چھوڑی تھی وہیں سے باقی سعی شروع کریں اور اگر بلا عذر سعی کو درمیان سے چھوڑ دیں تو سعی کو لوٹانا مستحب ہے۔ (غنیۃ)

سر منڈانا یا قصر کرنا:

اس کے بعد مرد حضرات سارے سر کے بال خود یا کسی دوسرے سے منڈوائیں، اگر بال لمبے ہوں تو انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ تمام سر کے بال کتروانا بھی جائز ہے، لیکن سر منڈوانا افضل ہے اور خواتین تمام سر کے بال انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ خود کتریں یا کسی دوسری عورت سے یا اپنے محرم سے کتروائیں، تاہم خواتین اپنے سر کے بال کترنے میں اس بات کا پورا یقین حاصل کریں کہ کم از کم ان کے چوتھائی سر کے بال ضرور کتر چکے ہیں، کیونکہ بعض خواتین کے سر کے بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بعض مرتبہ انگلی کے ایک پورے میں سر کے چوتھائی بال نہیں آتے، اس طرح ان کا واجب ادا نہ ہوگا اور احرام نہیں کھلے گا، کیونکہ کم از کم چوتھائی سر کے بال کترنا واجب ہے اور تمام سر کے بال کترنا سنت ہے۔ (عمدۃ المناسک بتصرف)

چند بال کترنے کا حکم:

☆... بعض حضرات مروہ پر جو لوگ قینچی لئے کھڑے رہتے ہیں، ان سے سر کے چند بال کتروا کر سمجھتے ہیں کہ احرام کھل گیا یہ غلط ہے، حنفی محرم کے حلال ہونے کے لئے سر کے چند بال کتروانا ہرگز کافی نہیں، اگر کسی نے اس طرح چند بال کتروا کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے اور پورے ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ پہنے رہا تو اس پر دم واجب ہو جائے گا، کیونکہ احرام کھلنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کے بال منڈانا ایک انگلی کے پورے کے برابر کترنا واجب ہے اور تمام سر کے بال منڈوانا کتروانا سنت ہے۔ (معلم)

☆... خواتین و حضرات اس بات کو یاد رکھیں کہ وہ سر کے بال کترنے یا منڈوانے سے پہلے مونچھیں، ناخن، بغل کے بال اور جسم کے دوسرے بال وغیرہ ہرگز نہ کاٹیں، ورنہ جرمانہ ہوگا اگر ایسی غلطی ہو جائے تو کسی معتبر مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کریں۔

نفلی طواف کا طریقہ:

کثرت سے طواف کرنا بلاشبہ افضل ہے اور یہ ایسی عبادت ہے جو اپنے وطن میں نہیں ہو سکتی، اس لئے حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ نفلی طواف کرنے چاہئیں اور نفلی طواف کرنے کا وہی طریقہ ہے جو اوپر عمرہ کے بیان میں لکھا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حجر اسود سے پہلے طواف کی نیت کریں، پھر اس کا استلام یا اشارہ کر کے خانہ کعبہ کے سات چکر لگائیں اس کے بعد ملتزم پر دعا کریں پھر مقام ابراہیم پر آ کر دو رکعت واجب طواف ادا کریں پھر زمزم پانی پئیں اور خوب دعا کریں، یہ نفلی طواف کا طریقہ ہے۔ یاد رہے کہ نفلی طواف میں نہ احرام ہوتا ہے، نہ اضطباع، نہ رمل ہوتا ہے اور نہ سعی۔ (غنیۃ)

طواف کی عظیم فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (سنت کے مطابق) کامل وضو کرے (اور طواف کے لئے) حجر اسود کے پاس آئے تاکہ اس کا استلام کرے تو وہ (اللہ تعالیٰ کی) رحمت میں داخل ہو جاتا ہے، پھر (جب حجر اسود کا) استلام کرکے وہ یہ کلمات کہتا ہے:

"بسم اللہ اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ"

تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے اور جب وہ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں عطا فرماتے ہیں، ستر ہزار گناہ (صغیرہ) معاف کرتے ہیں اور اس کے ستر ہزار

درجات بلند کئے جاتے ہیں اور (قیامت کے دن) اس کے اہل خانہ کے ستر افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

اس کے بعد جب وہ مقام ابراہیم کے پاس آ کر دو رکعتیں بحالت ایمان اور ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہے تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جس روز اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (خرج الاصبہانی فی الترغیب)

فائدہ: اللہ اکبر! طواف کی کتنی بڑی فضیلت ہے، آپ کو بھی یہ دولت کمانے کا سنہری موقع حاصل ہے، لہٰذا اس کی دل سے قدر فرمائیں اور سابقہ لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق عمدہ سے عمدہ طواف کریں۔

دوسروں کے لئے طواف یا عمرہ کرنا:

آپ نے عمرہ اور طواف کرنے کا طریقہ پڑھ لیا ہے، اگر آپ زندہ یا مرحوم والدین یا کسی دوست کی طرف سے عمرہ کرنا چاہیں تو ان کی طرف سے نیت کر کے طریقہ مذکورہ کے مطابق عمرہ یا طواف کریں، عمرہ کا احرام "تنعیم" (مکہ مکرمہ سے باہر تین میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے، جہاں ایک مسجد ہے جس کو مسجد عائشہ کہتے ہیں، یہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں) سے باندھ کر آئیں اور عمرہ کریں، نیت اس طرح کریں:

"اے اللہ! یہ عمرہ یا یہ طواف میں اپنے والد، والدہ یا بیوی کی طرف سے کرنے کی نیت کرتا ہوں، ان کی طرف سے آپ اس کو قبول فرمالیں اور میرے لئے آسان فرمادیں۔"

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمرہ یا طواف اپنی طرف سے کر کے اس کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچادیں، اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے ایک شخص کو ثواب پہنچائیں یا کئی لوگوں کو ثواب پہنچائیں اور خواہ پوری امت کو ثواب پہنچائیں، سب اختیار ہے سب درست ہے، پہلی صورت میں جس شخص کی طرف سے نیت کر کے احرام باندھا ہے، بس اسی کو ثواب ملے گا اور دوسری صورت میں ایک عمرہ یا طواف کر کے ایک سے زیادہ افراد کو بھی ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔

متعدد عمرہ کرنا:

☆... عمرہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، سال میں صرف پانچ دن جن میں حج ہوتا ہے، یعنی ۹ ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ تک عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے یعنی ناجائز ہے، ان پانچ دنوں کے علاوہ سال بھر میں جب چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں، لہٰذا رمضان المبارک کے بعد ۹ ذوالحجہ سے پہلے پہلے جب چاہیں اور جتنے چاہیں عمرے کر سکتے ہیں اور حج کے بعد بھی عمرے کر سکتے ہیں، جو لوگ حج سے پہلے عمرہ کرنے سے منع کرتے ہیں، ان کا منع کرنا درست نہیں ہے۔

(ملاحظہ حاشیہ مناسک ملا علی قاری ص:۱۹۳)

عمرہ افضل ہے یا طواف؟:

اگر عمرہ کرنے میں طواف سے زیادہ وقت لگے تو عمرہ طواف سے افضل ہے اور اگر دونوں میں برابر وقت لگے تو بعض کے نزدیک عمرہ طواف سے افضل ہے اور بعض کے نزدیک طواف عمرہ سے بہتر ہے۔ (حیات)

تاہم کثرت سے عمرہ کرنا، مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (معلم) اور طواف کرنا بھی اعلیٰ عبادت ہے دونوں عبادتیں حسب استطاعت انجام دینی چاہئیں۔ یہ زندگی کا سنہری موقع ہے پھر شاید ملے یا نہ ملے اس لئے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھائیں اور گناہوں سے بھی بہت ہی بچیں۔

مختصر معمولات برائے مکہ مکرمہ:

یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے، اس لئے درج ذیل نیکی کے کام کریں اور ہر نیک عمل پر ایک لاکھ کا ثواب پائیں۔

☆... پانچوں نمازیں باجماعت مسجد حرام میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔

☆... نفل طواف کثرت سے کریں اور نفل عمرہ بھی کرتے رہیں۔

☆... استغفر اللہ، درود شریف کی زیادہ سے زیادہ تسبیحات پڑھیں۔

☆... "سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ" اور "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" کی تسبیحات پڑھیں اور تیسرے کلمہ کی تسبیح پڑھیں، اگر ہو سکے تو ہر نماز کے بعد ان سب کی ایک ایک تسبیح سو دانے والی پڑھ لیا کریں کہ یہ تسبیحات بڑے اجر و ثواب کا باعث ہیں، یہاں ہر تسبیح پر ایک لاکھ تسبیح کا ثواب ہے، گھر جا کر یہ ثواب کہاں ملے گا۔

☆... چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے "لا الہ الا اللہ" کثرت سے پڑھتے رہیں، یہ کلمہ بہت مبارک ہے اور بہت زیادہ قرب خداوندی کا باعث ہے، ہو سکے تو ستر ہزار مرتبہ پڑھیں۔

☆... قرآن کریم کی تلاوت کریں، اگر ہو سکے تو ایک کلام پاک ختم کریں اور مناجات مقبول کی عربی یا اردو کی ایک ایک منزل روزانہ پڑھ لیا کریں۔

اشراق، چاشت، اوابین، تہجد، قیام اللیل، سنن زوال تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء، صلوٰۃ التوبہ اور صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کریں۔

☆... زیادہ سے زیادہ وقت مسجد حرام میں گزاریں، لیکن یاد الٰہی میں مشغول رہیں اور حرم شریف میں آتے وقت اعتکاف کی نیت ضرور کر لیا کریں اور دنیا کی باتوں سے پرہیز کریں۔

☆... صدقہ، خیرات کرتے رہیں اور ایک

دوسرے کی خدمت بجالائیں اور دوسروں سے جو تکلیف ہو انہیں برداشت کریں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب رہیں۔

☆… یہاں پر ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور گناہ کا وبال بھی بہت سخت ہے، اس لئے فسق و فجور، گندی باتوں، لڑائی، جھگڑا، غیبت، فضول باتوں اور فضول مجلسوں سے اجتناب کریں اور وہاں کے احترام کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔

☆… مکہ مکرمہ کے لوگوں کی بُرائی نہ کریں ان کی سختی اللہ تعالیٰ کے لئے برداشت کریں اور اپنی بُرائیوں پر نظر رکھیں اور ان کی خوبیوں کو یاد رکھیں۔

☆… بلا ضرورت بازار میں نہ گھومیں اور اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں، ضرورت کے تحت جانا پڑے تو جلد واپس آنے کی فکر کریں۔

یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں:

مکہ معظمہ میں یوں تو ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے مگر مندرجہ ذیل مقامات پر دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے، اس لئے ان مقامات پر دعا مانگنے کا خاص خیال رکھیں، لیکن نہ تو از خود عورتوں کے ہجوم میں داخل ہوں اور نہ کسی دوسرے کو تکلیف دیں۔

☆… خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے وقت اور مطاف میں۔

☆… طواف کرتے وقت۔

☆… "حجر اسودؔ" کے سامنے اور "ملتزم" پر۔

☆… "حطیم" میں میزاب رحمت کے نیچے "رُکن یمانی" پر اور "مقام ابراہیم" کے پاس۔

☆… زمزم کے کنویں پر۔

☆… "صفا" پہ درمیان میں جہاں دوڑتے ہیں اور "مروہ" پر منیٰ میں جمرات کے پاس مسجد خیف میں جہاں ستر انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں، عرفات میں۔

☆… "مزدلفہ" میں "مسجد مشعر الحرام" کے پاس۔

☆… ہر اس جگہ پر جہاں سے خانۂ کعبہ نظر آئے۔ (حیات القلوب) ☆☆

توہین رسالت کے واقعات پر حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے

چترال واقعہ میں احتجاج کرنے والوں پر پولیس تشدد قابل مذمت

کراچی (پ ر) توہین رسالت کے واقعات پر حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔ چترال واقعہ میں احتجاج کرنے والوں پر پولیس تشدد قابل مذمت ہے۔ گرفتار افراد کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا ڈاکٹر سعید عبدالرزاق اور قاری فیض اللہ چترالی نے ایک اخباری بیان میں کیا۔

مولانا عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ توہین رسالت ایک حساس مسئلہ ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں نے ہزاروں جانوں کی قربانیاں دے کر ملک میں انسداد توہین رسالت کا قانون منظور کروایا ہے مگر حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس قانون پر آج تک اس کی روح کے مطابق عمل درآمد نہیں ہوا اور کسی بدباطن گستاخ کو قانون کے مطابق سزا نہیں ملی۔ یہی وجہ ہے ۹۸ فیصد مسلمان آبادی والے ملک میں توہین رسالت جیسے سنگین ترین جرم کے شرمناک واقعات بار بار پیش آتے ہیں اور قانون پر عمل درآمد نہ ہونے کے باعث مسلمان عوام خود کو اپنے دینی جذبات اور فطری ردعمل کا اظہار کرنے پر مجبور پاتے ہیں۔ علماء نے کبھی قانون کو ہاتھ میں لینے کے کسی عمل کی حمایت نہیں کی، یہی وجہ ہے کہ چترال کے علماء نے انتہائی ذمہ دارانہ کردار ادا کرتے ہوئے ملزم کو قانون کے حوالے کیا، مگر یہ امر افسوس ناک ہے کہ مقامی انتظامیہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ انتظامیہ کی جانب سے ملزم اور اس کے خلاف احتجاج کرنے والے افراد کے خلاف ایک ہی دفعہ کے تحت مقدمہ کا اندراج اور گرفتار مظاہرین پر بے جا تشدد اور غیر انسانی سلوک کی اطلاعات تشویش ناک اور قابل مذمت ہیں۔ اس طرح کے رویوں سے معاشرہ میں اشتعال اور انتشار پھیلتا ہے۔ ان علماء کرام نے مطالبہ کیا کہ حکومت انسداد توہین رسالت قانون پر عمل درآمد یقینی بنائے اور عدالتوں میں جن گستاخ افراد کے خلاف جرم ثابت ہو چکا ہے، ان کو سزا دی جائے تاکہ آئندہ کے لیے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے، ساتھ ہی چترال میں توہین رسالت کے واقعہ کے خلاف احتجاج کرنے والے افراد کے ساتھ بے جا سختی کرنے والے افسران کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان افراد کو رہا کیا جائے تاکہ علاقہ کے عوام میں پائے جانے والے اضطراب کو مزید اشتعال میں بدلنے سے روکا جاسکے۔

طب نبوی

علاج سنتِ نبوی ہے

ڈاکٹر غزالہ علیم

طب نبوی کی ضرورت واہمیت:

آج کے مادیت پسند دور میں جبکہ انسانوں کی اکثریت نے اپنی تمام تر کوششیں سیم وزر کے حصول کے لئے وقف کر رکھی ہیں اور خود کو بے چین ومضطرب بنا رکھا ہے تو اس کے نتیجے میں دل و دماغ اتنے بوجھل ہوگئے ہیں کہ ان کی طنابیں ڈھیلی ہوتی جارہی ہیں۔طبی اصطلاح میں اس کو "Stress" اور "Strain" کہتے ہیں،جس کے باعث وہ بیماریاں جنہیں جدید طب کی اصطلاح میں فشار خون "Blood Pressure" اور "Anginapectoris" کہتے ہیں اور اسی نوعیت کے دیگر امراض اور دل کی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں،جن سے نجات حاصل کرنے کے لئے ماہرین امراض کی بڑی بڑی کانفرنسوں کا انعقاد ہورہا ہے،آلات ایجاد ہورہے ہیں،ادویات پر بڑے بڑے محقق،کیمیا ساز،ماہر نباتات اور علم الادویہ کے ماہر شب وروز تحقیق میں مصروف ہیں مگر کبھی کسی نے یہ نہیں سوچا کہ ہزاروں لاکھوں سال نہیں بلکہ ربع یا نصف صدی پیشتر بھی کسی کو ایسے امراض میں مبتلا نہیں پایا گیا۔یہ صرف مغرب کا دیا ہوا تحفہ ہے جو ترقی پسندی کی دوڑ میں غیر فطری زندگی گزارنے،قوانین قدرت سے انحراف کرنے اور مذہب سے دوری کا نتیجہ ہے۔

مغربی سوچ رکھنے والے معالجین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان جس قدر پر اعتدال اور پرسکون زندگی گزارے گا اسی قدر صحت منداور توانا رہے گا۔ذہنی سکون کے لئے ہفتے میں کسی دن تمام مسائل کو بالائے طاق رکھ کر خالی الذہن ہوکر کسی تفریحی مقام پر کچھ وقت گزارنا کثافت ذہنی اور روحانی دور کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

ماہرین ادویات اور دواساز ادارے دن رات نت نئی مسکن ادویات تیار کررہے ہیں لیکن وقتی فائدے کے سوا انسان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا،کوئی ماہر طب انسان کی قلبی بے سکونی کے بنیادی اسباب پر غوروفکر نہیں کرتا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ طب خواہ وہ ایلوپیتھی،ہومیوپیتھی،آیورویدک،یونانی یا کسی اور شکل میں ہو اس سے کسی کو فائدہ ہوتا ہے اور کسی کو نہیں یعنی کہ یہ تمام طریقہ علاج ظنی ہیں یقینی نہیں جبکہ موجودہ دور کے امراض فکروپریشانی سے تعلق رکھتے ہیں اور طب نبوی میں ان سب کا باقاعدہ علاج موجود ہے مگر اس کو سمجھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔جسمانی طہارت،تزکیہ نفس اور تطہیر قلب کے ساتھ طب نبوی کو معمول بنایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ شفایابی نہ ہو۔

علاج و معالجے کا سلسلہ انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی وابستہ رہا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات انسانی تاریخ میں مسلم ہیں مگر اس سلسلے میں ان کی تعلیم مدون نہیں ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے انسان کو نائب بنانے کا فیصلہ کیا تو اس وقت سے ہی گویا طب نبوی کا آغاز ہوگیا تھا مگر تاریخ میں طب اور صحت کا جو درخشاں باب ہمیں مطب نبوی سے ملتا ہے وہ ابدی حیثیت رکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ساری دنیا کے لئے معلم اور ہادی تھے،اسی طرح ہر قسم کے ظاہری و باطنی امراض کے لئے طبیب کامل بھی تھے۔آپ نے جہاں دنیا کو تمدن ومعاشرت کے اعلیٰ اصولوں کا درس دیا وہاں پاکیزہ اور صحت مند زندگی گزارنے کے طریقوں سے بھی آگاہ کیا۔

آپ نے جہاں حکمرانی اور فتوحات وکشورکشائی کے اٹل اور محکم اصول وضع فرمائے وہاں دکھی انسانیت کے لئے غذائی،ادویاتی اور روحانی علاج بھی تجویز فرمائے۔شریعت محمدی کے کمالات اور اس کی لازوال جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے کھانے پینے،اٹھنے بیٹھنے،چلنے پھرنے،اوڑھنے پہننے،کھیل وتفریح،شادی بیاہ،معاشرتی رکھ رکھاؤ غرض زندگی کے ہر شعبے میں جسمانی اور اخلاقی تربیت کے بارے میں ایسی کامل واکمل راہنمائی فرمائی کہ آج دنیا چاند پر پہنچ جانے کے باوجود بھی تعلیمات نبوی سے استفادے کی محتاج ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت کی انمول اور بیش بہا نعمتوں کا تجزیہ فرمایا۔مثلاً انسان وحیوان،آگ و پانی،گرمی و سردی،دن ورات،شجروحجر،روشنی وتاریکی،دھوپ و سایہ وغیرہ کی ضرورت واہمیت،ان کی افادیت اور ان سے استفادے کے اصول و طریقے بیان فرمائے۔غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کے بارے میں آگاہی فرمائی جو اساس زندگی کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسی طرح زمین پر پھیلی ہوئی جڑی بوٹیاں،

پھل وپھول، ترکاریاں، اجناس، حلال جانوروں کا گوشت وچربی، ہڈی، دودھ، ان کے فوائد وخواص اور استعمال کے طریقوں سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامیاب زندگی گزارنے کے آداب، اصول کا ایسا نظام روشناس کرایا کہ جس پر عمل پیرا ہوکر انسانی معاشرہ ایک کامیاب، صحت مند، مسرور ومطمئن اور پاکیزہ زندگی گزار سکتا ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعمال، اقوال وافعال اور عملی زندگی تمام بنی نوع انسان کے لئے مکمل راہ عمل ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ“

ترجمہ: ”بے شک تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔“

ایک اور جگہ فرمایا:

”ما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا۔“

ترجمہ: ”جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس بات سے روکیں تو تم اس سے رک جاؤ۔“

ایک اور مقام پر اس سے زیادہ واضح الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”فاذا نھیتھم عن شئی فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فاتوا منہ مااستطعتم۔“

ترجمہ: ”جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو اس سے باز آجاؤ اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو جہاں تک ہوسکے اس پر عمل کرو۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے بارے میں قرآن کریم نے واضح طور پر اعلان کیا ہے:

”وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔“

ترجمہ: ”وہ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتے (ان کا کلام) تو وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔“

اب اس قرآنی فیصلے کی روشنی میں کسی مسلمان کے لئے شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

روح کی تشریح کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی روح کیا ہے اور اس کو کس طرح بیماریوں سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے؟ اگر وہ بیمار ہوجائے تو اس کو کس دوا اور کس پرہیز کی ضرورت ہے اور کس طرح وہ تندرست ہوسکتی ہے؟ جسم اور روح لازم وملزوم ہیں۔ اگر روح کی تطہیر ہوجائے تو قلب حلاوت ایمان اور اعضائے جسمانی صحت و تندرستی سے ہمکنار ہوجائیں اور یہی درحقیقت طب نبوی ہے۔ واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف طبیب سمجھ کر آپ کا موازنہ سقراط اور افلاطون یا مغرب کے کسی ڈاکٹر سے کیا جائے تو بے معنی سی بات ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ارفع واعلیٰ اور بے مثل ہے۔ آپ کی بعثت کا مقصد عام طبیبوں کی طرح بول وبراز کا معائنہ، نبض کی حرکات، زبان کی خشکی وتری کے ذریعے امراض تشخیص کرنا، مزاج انسانی کی ماہیت وحالت کی اختلافی وجوہ سمجھانا، نسخہ جات تحریر کرنا، ادویات کی باہمی آمیزش سے جو شاندے اور خیساندے کی تراکیب بتانا نہیں تھا۔

بقول علامہ شبلی نعمانی کہ: ”پیغمبر دنیا میں درحقیقت بیماریوں کے روحانی طبیب بن کر تشریف لاتے ہیں لیکن کبھی کبھی ارواح وقلوب کے معالجے کے ساتھ ساتھ انہیں جسمانی عوارض کا بھی علاج کرنا پڑتا ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کا یہ معجزہ تھا کہ آپ کی تعلیمات سے جسمانی امراض کو بھی اسی طرح شفا ہوتی تھی کہ جس طرح روحانی اور قلبی امراض کو ہوتی تھی۔ طبابت آپ کا منصب نہیں تھا لیکن عالم انسانیت پر جہاں آپ کے بے شمار احسانات ہیں وہاں یہ ایک اضافی احسان تھا۔

طب نبوی کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ صحت کے حصول کے لئے آپ کی ہدایات سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے پرہیز، علاج اور حصول صحت کے لئے دعا پر بہت زور دیا ہے۔ آپ نے حفظان صحت اور حفظ ماتقدم کو علاج پر فوقیت دی ہے۔ اسی نتیجے پر طب جدید کے ماہرین طویل عرصے کی تحقیق کے بعد پہنچے ہیں۔ ان کی کوششوں کا نچوڑ یہ ہے کہ مرض کا سدباب کرنا علاج سے بہتر ہے۔ (Prevention is better than Cure) آج کل امریکا، یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک جس قدر حفظ ماتقدم پر زور دے رہے ہیں، اس سے اس امر کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔ اگر ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور یونیسیف کی کارکردگیوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کروڑوں ڈالر کی خطیر رقم مختلف النوع بیماریوں کے سدباب، ہیلتھ ایجوکیشن اور وبائی امراض کا قلع قمع کرنے پر خرچ کی جارہی ہے۔ پاکستان میں بھی EPI پروگرام کے تحت کالی کھانسی، خناق، تپ دق، ملیریا اور پولیو جیسے امراض کے خاتمے کے لئے یہ ایجنسیاں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کررہی ہیں۔

پرہیز اور علاج کے علاوہ تیسری چیز جو طب نبوی میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے وہ دعا ہے۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے دعا کو دین کی بنیاد اور مرکز قرار دیا ہے۔

"عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدعاء مخ العبادۃ۔"

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔"

دعا عین تقاضائے بندگی ہے، دعا سے زیادہ تر اعتراف عبدیت کی کوئی شکل پیش نہیں کی جاسکتی۔ نبی آخری الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر بہت سی بیماریوں سے بچنے، تکالیف سے نجات اور شر سے محفوظ رہنے کی دعائیں خود بھی پڑھیں اور امت کو بھی تعلیم دیں۔ پس اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت رکھتے ہوئے آپ کی تعلیم کردہ دعاؤں سے استفادہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ طبیعت انسانی قوت نہ پائے اور جن تکلیفوں کے لئے جو دعائیں آپ نے تلقین فرمائی ہیں وہ موثر ثابت نہ ہوں۔ آپ کا علاج نبوت کے انوار اور کمال عقل پر موقوف تھا۔ نبوت کے ذریعے علاج کے نافع نہ ہونے کا انکار کوئی نہیں کرسکتا، البتہ پوری عقیدت سے اس علاج کو تسلیم کرنا اور اس کے ذریعے سے شفائے کاملہ کا یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔

ارشادات نبوی بسلسلہ امراض و علاج کا اصل مقصد پوری انسانیت کو یہ پیغام دینا ہے کہ امراض سے نجات حاصل کرنے کے لئے علاج معالجے سے کام لیا جائے اور توہمات سے دور رہا جائے۔

طب نبوی ایک فہمائش ہے ان لوگوں کے لئے جو مرض کو تقدیر الٰہی سمجھ کر علاج اور دوا کو گناہ سمجھتے ہیں۔

طب نبوی نام ہے اس ہدایت کا جو ہمیں دعا اور دوا کی صورت میں دی گئی ہے۔ طب نبوی نام ہے اس حکم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو طب کے میدان میں نئی راہیں تلاش کرنے کے لئے دیا۔ ☆☆

پھر ماہِ صیام آیا

مبارک ہو مسلمانو! کہ پھر ماہِ صیام آیا
خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا اژدہام آیا

خدا کا شکر ہے فضل بہار جاں فزا آئی
خوشا قسمت کہ پھر سے زندگی میں یہ مقام آیا

زمانہ آگیا پھر لطف باری عام اب آیا
نصیب اپنے کو پھر سے زندگی میں یہ مقام آیا

قیامت میں یہ روزہ ڈھال ہوگا روزہ داروں کی
یہ سرمایہ بھی اپنے کیسے آڑے وقت کام آیا

ہدایت کے صحیفے سب کے سب اس ماہ میں اترے
اسی ماہِ مبارک میں کلاموں کا امام آیا

اسی میں رات ایک آئی ہزاروں ماہ سے افضل
کہ جس میں چشمہ رحمت سے بندوں کو سلام آیا

گزاری جس نے اپنی زندگی ساری اطاعت میں
اسی کے واسطے جنت سے دنیا ہی میں جام آیا

دوبارہ زندگی پائی سکونِ دل ہوا حاصل
زباں پر جب محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیارا نام آیا

جو پہنچا حشر میں ثاقب فرشتے سب پکار اٹھے
محمد ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کا غلام آیا

حضرت قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

(۳۵) حافظ عبیداللہ

مرزائی عذر نمبر1: مرزائی کہتے ہیں کہ بائبل کے پرانے نسخوں میں ان آیات میں طاعون کا بھی ذکر تھا جو بعد میں نکال دیا گیا اور اس کے لئے دلیل پیش کرتے ہیں بائبل کا ایک انگریزی ترجمہ جسے کنگ جیمس ورژن King James Version کہا جاتا ہے (یاد رہے تورات وانجیل کی اصل زبان عبرانی ہے، جس کا اقرار مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے۔ دیکھیں: تریاق القلوب، رخ 15 صفحات 141، 142) اور کہتے ہیں کہ بائبل کے اس انگریزی ترجمے میں اس باب کی آیت 7 میں ایک لفظ Pestilences تھا اور اس کا مطلب ہے طاعون یہ لفظ بعد میں بائبل کے انگریزی اور اردو نسخوں سے نکال دیا گیا ہے۔

جواب: ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ بائبل سے کیا کیا نکال دیا گیا اور کیا کیا نیا داخل کیا گیا، ہم فرض کر لیتے ہیں کہ اس لفظ کا ترجمہ طاعون ہے، یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ مرزا نے آیت 8 کا حوالہ دیا تھا نہ کہ 7 کا، اس کے بعد بھی بائبل کے اس مقام کا مطالعہ کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان آیات میں جن چیزوں کی خبر دی گئی ہے وہ اس وقت ہوں گی جب نقلی اور جعلی مسیح ظاہر ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور آیت نمبر 11 کے مطابق جھوٹے نبی بھی اٹھ کھڑے ہوں گے، لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا غلام قادیانی نقلی مسیح اور جھوٹا نبی تھا کیونکہ اس کے اپنے دعوے کے مطابق یہ سب باتیں اس کے زمانے میں پوری ہوئیں اور طاعون بھی اس کے مطابق اس کے زمانے میں ہی پڑی۔

مرزائی عذر نمبر 2: کہتے ہیں اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو وہ نشانیاں بتائی ہیں جن کے پورے ہونے کے بعد اصلی مسیح موعود نے آنا ہے، اور وہ مسیح مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی ہے، اور اس پیش گوئی کے عین مطابق مرزا سے پہلے بہت سے لوگوں نے مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور ان جھوٹوں کے بعد سچا مسیح آ گیا۔

جواب: دوستو! انجیل متی کے اسی باب کی آیت 30 میں اصلی مسیح (علیہ السلام) کے نزول کی منظرکشی بھی کی گئی ہے، آیئے دیکھتے ہیں:

"پھر آدم کے بیٹے کا نشان آسمان میں دکھائی دے گا اور دنیا کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ آتا دیکھیں گی، اور وہ اپنے فرشتوں کو نرسنگے کی آواز کے ساتھ بھیجے گا۔" (انجیل متی 24:30)

تو بائبل میں تو یہ لکھا ہے کہ ان سب جھوٹے نقلی اور جعلی مسیحوں کے بعد جب اصلی مسیح آئے گا تو لوگ اسے بادلوں کے اوپر سے نیچے آتا ہوا دیکھیں گے یعنی وہ آسمان سے نازل ہوگا (جیسا کہ احادیث نبویہ میں بھی بیان ہوا)، یہاں بھی مرزا غلام قادیانی مراد نہیں ہو سکتا، نیز اس سچے اور اصلی مسیح کے زمانے میں نہ زلزلوں کی کوئی خبر دی گئی اور نہ ہی قحط یا طاعون کی۔

عہد نامہ جدید کی کتاب (مکاشفہ، باب 22) کا حوالہ

مرزا قادیانی نے تیسرا حوالہ دیا (مکاشفات، باب نمبر 22 آیت 8) کا، ہمیں بائبل میں "مکاشفات" نام کی تو کوئی کتاب نہیں ملی، البتہ عہد نامہ جدید کے آخر میں "یوحنا عارف کا مکاشفہ" نام کی ایک کتاب موجود ہے غالباً مرزا نے بھی اسی کا حوالہ دیا ہے، آیئے اس میں مرزا کا ذکر کردہ مقام دیکھتے ہیں کہ وہاں کسی مسیح موعود یا طاعون کا ذکر ہے؟!

"آیت 7: دیکھ میں جلد آنے والا ہوں، مبارک ہے وہ جو اس کتاب کی نبوت کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ آیت 8: میں یوحنا وہ شخص ہوں جس نے ان باتوں کو سنا اور دیکھا، اور جب میں یہ باتیں سن چکا اور دیکھ چکا تو میں اس فرشتے کے قدموں پر سجدے میں گر پڑا۔"

یہاں دور دور تک نہ کسی مسیح موعود کا ذکر اور نہ ہی طاعون پڑنے کا ذکر۔

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے بائبل کو بھی نہیں بخشا اور اپنے صریح جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے اس نے کیسے جھوٹے حوالے دیئے اور اپنے ہی پیش کردہ حوالے سے وہ نقلی اور جعلی مسیح ثابت ہو گیا۔ اس نے خود اسی جگہ لکھا تھا کہ:

"ممکن نہیں نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔" (کشتی نوح، رخ جلد19 صفحہ 5)

نیز اس نے لکھا تھا:

"پیشگوئی تو انجیل اور تورات کی بھی ماننی پڑے گی اگر وہ صفائی سے پوری ہو جاوے۔" (نزول المسیح، رخ جلد 18 صفحہ 507)

اور حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل متی میں مذکور پیش گوئی سو فیصد پوری ہوئی کہ "خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے..... بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔"

دانیال نبی کی کتاب کے حوالے سے مرزا قادیانی کا ایک فریب

قارئین محترم! بائبل کا نام لے کر مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی کا ایک اور نمونہ پیش خدمت ہے، مرزا قادیانی نے لکھا تھا:

”دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کیے جائیں گے اور سفید کیے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف ہو جائے گی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی، ایک ہزار دوسو نوے دن ہوں گے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن تک آتا ہے، اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا۔“ (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 207)

اس پر مزید کچھ تبصرہ کرنے سے پہلے عہد نامہ قدیم میں دانیال کی کتاب سے یہ مقام دیکھتے ہیں وہاں کیا لکھا ہے:

”میں نے یہ سنا لیکن سمجھ نہ پایا، اس لئے میں نے پوچھا، میرے خداوند ان سب کا انجام کیا ہوگا؟، اس نے جواب دیا۔ اے دانی ایل، تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری زمانے تک کے لئے بند کر دی گئی ہیں اور ان پر مہر لگا دی گئی ہے۔ بہت لوگ پاک ہو کر صاف و شفاف کیے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے، شریروں میں سے کوئی نہ سمجھ پائے گا لیکن دانشور سمجھ جائیں گے۔ جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور اجاڑنے والی مکروہ شے نصب کی جائے گی تب سے ایک ہزار دو سو نوے دن گذر چکے ہوں گے۔ مبارک ہے وہ شخص جو انتظار کرکے ایک ہزار تین سو پینتیس دن پورے کرے گا۔“ (دانی ایل: باب 12، آیات 8 تا 12)

آپ نے دیکھا یہاں مسیح موعود یا اس کے زمانے کا کہیں کوئی ذکر نہیں، نیز یہاں ایک ہزار دوسو نوے دن اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن کا ذکر ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں مرزا کی کارستانی، اس نے جہاں دانیال کی کتاب کا یہ حوالہ ذکر کیا اسی صفحے کے حاشیہ میں یوں لکھا:

”دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 207)

دیکھیں کیسے مرزا اپنی طرف سے الفاظ کا غلط مطلب بیان کر رہا ہے، دن سے مراد ہجری سال، لیکن یہ سب کرنے کے باوجود بھی وہ جھوٹا ہی رہا، کیسے؟ آیئے دیکھتے ہیں، آگے لکھتا ہے:

”ایک ہزار دوسو نوے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا، سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا۔“ (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 208)

تھوڑا آگے لکھا:

”اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں ٹھیک بارہ سو نوے (1290ء) میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا، پھر سات سال بعد میری کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی“ پھر تین چار سطروں کے بعد لکھا، غور سے پڑھیں ”پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس (1335) برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیش گوئی ظنی نہیں ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 208)

آپ نے دیکھا کہ کیسے مرزا نے پہلے ”دن“ سے مراد ہجری سال لیا، اور پھر یہ جھوٹ بولا کہ دانیال نبی نے مسیح موعود کا زمانہ بیان کیا ہے، یعنی وہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ مسیح موعود سنہ 1290ھ میں ظاہر ہوگا، اور سنہ 1335ھ تک رہے گا۔ لیکن اس کا فریب دیکھیں کہ یہ نہیں لکھتا کہ ”میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ 1290ھ میں کیا تھا“ بلکہ کہتا ہے اس وقت مجھے الہام ہونے شروع ہوئے تھے، ساتھ ہی اس نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کا ذکر بھی کیا جو اس نے 1297ھ میں لکھی تھی اور اسی کتاب میں وہ خود قرآن کریم کی آیات سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے کا عقیدہ ثابت کرتا ہے۔ تو دن سے سال اور سال سے ہجری سال مراد لے کر بھی وہ مسیح موعود ثابت نہ ہو سکا کیونکہ اگر واقعی دانیال نبی نے مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی کی تھی تو مرزا کو 1290ھ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنا چاہیے تھا (ہم یہ مرزا کے مفروضے پر بات کر رہے ہیں ورنہ دانیال کی کتاب میں ہرگز کسی مسیح موعود یا ہجری سال کا کوئی ذکر نہیں وہاں صاف طور پر دن کا لفظ ہے)، پھر مرزا نے خود اپنے آپ کو جھوٹا بھی ثابت کر دیا، اس نے لکھا کہ دانیال نبی نے اس مسیح موعود کا آخری زمانہ 1335 بیان کیا ہے جو خدا کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کے متعلق ہے، اب ظاہر ہے مرزا کی لغت کے مطابق 1335 سے مراد ہجری سال ہوا، یعنی (مرزا کے فرضی) مسیح موعود نے دانیال نبی کی پیش گوئی کے مطابق 1335ھ تک رہنا تھا، اور مرزا کے مطابق اس کے خدا نے اس کی عمر کے بارے میں اسے جو الہام کیا ہے وہ بھی ایسا ہی ہے اور یہ ظنی نہیں بلکہ یقینی ہے (یعنی وہ 1335ھ تک رہے گا، عمر مرزا یہ بات ہم کر چکے)، لیکن ہوا کیا؟ مرزا سنہ 1326ھ بمطابق 1908ء میں بمرض ہیضہ اس دنیا سے چلا گیا، یعنی دانیال

نبی کی پیش گوئی سے پورے 9 سال پہلے، جبکہ دانیال نبی کی بائبل میں موجود کتاب میں اتنی چالاکیاں تحریفات اور اضافے کرکے بھی وہ 1335ھ تک زندہ نہ رہ سکا اور نہ ہی سنہ 1290ھ میں اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ دانیال نبی کی اسی بات کی مزید تشریح مرزا نے ایک دوسری جگہ یوں کی ہے:

’’اس فقرہ میں دانی ایل نبی بتلاتا ہے کہ اُس نبی آخر الزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے) جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا۔ یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔ اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر تصریح سے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی قرار دی گئی ہے۔ اب بتلاؤ کیا اس سے انکار کرنا ایمان داری ہے؟‘‘ (تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 292 حاشیہ)

اگر یہ پیش گوئی واقعی مسیح موعود کے بارے میں تھی اور مرزا ہی وہ مسیح موعود تھا تو اسے چودھویں صدی کے 35 سال تک برابر کام کرنا تھا اور زندہ رہنا تھا، نتیجہ صاف ہے، یا تو دانیال نبی کی پیش گوئی کسی اور چیز کے بارے میں تھی اور مرزا نے اسے کھینچ کر اپنے اوپر لگانے کی ناکام کوشش کی، یا موت کا فرشتہ غلطی سے مرزا کے پاس نو سال پہلے آگیا اور اس کی جان لے گیا، لیکن یہ بات پکی ہے کہ مرزا قادیانی نے دانیال نبی کی اس پیش گوئی کو ذکر کرکے اپنے نقلی مسیح ہونے کا ایک اور ناقابل تردید ثبوت خود ہی مہیا کردیا۔

جھوٹے کا سچے کی زندگی میں ہلاک ہونا

مرزا قادیانی کے اکلوتے مباہلہ کا انجام

دوستو! مرزا قادیانی نے ایک جھوٹ یہ بھی بولا تھا:

’’جتنے بھی مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلہ میں آئے خدا تعالیٰ نے سب کو ہلاک کردیا۔‘‘ (اخبار بدر قادیان، 27 دسمبر 1906ء صفحہ 5، ملفوظات، جلد 5 صفحہ 86)

جبکہ مرزا قادیانی نے عملی طور پر اپنی پوری زندگی میں صرف ایک شخص کے ساتھ مباہلہ کیا تھا، اور اس شخصیت کا نام تھا میاں عبدالحق غزنوی مرحوم، یہ مباہلہ مورخہ 10 ذیقعدہ 1310ھ (بمطابق 1893ء) بمقام عیدگاہ امرتسر ہوا، اس کے بعد 1908ء میں مرزا قادیانی کی موت ہوگئی اور میاں عبدالحق غزنوی اس کے بعد بھی کئی سال زندہ رہے اور مرزا قادیانی جھوٹا ثابت ہوا وہ اس طرح کہ اس نے خود یہ کہا تھا:

’’مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 327)

اس طرح مرزا قادیانی کا میاں عبدالحق غزنوی کی زندگی میں مرنا اس کے اپنے اقرار کے مطابق اسے جھوٹا ثابت کرگیا۔ (جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج، مکمل خوراک

فیصل

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

133 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	[illegible]	[illegible]	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اگر	الائچی خورد	[illegible]	[illegible]
ورق طلاء	لونگ	[illegible]	الائچی کلاں	[illegible]	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	[illegible]	زنجبیل	[illegible]	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	[illegible]	بہمن سفید	گوند کتیرا	

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

قیمت 1200 روپے

جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

وزن 500 گرام

عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیموں	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
[illegible]	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

فیصل FOODS ستارہ لائبریری ڈی گراؤنڈ سپلائرز کالونی فیصل آباد

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری 0314-3085577

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری — مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK68ABPA0010010964680019**

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK45ABPA0010010964710018**

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.